نکاح متعہ تا قیامت حرام ہے

غلام مصطفیٰ ظہیرامن پوری

شریعت محمدیہ ایک کامل ومکمل ضابطہ حیات ہے۔اس میں تا قیامت تبدیلی کی گنجائش نہیں، کیونکہ مختلف ادوار وحالات میں متغیر قوانین کو اسلام نے مستقل کر دیا ہے۔زمانہ نزولِ وحی سے لے کر قیامت تک کے لیے ٹھوس دستورِ زندگی عطا فرمایا۔یہ کمال ہی کا تقاضا تھا کہ صرف افراد کو نہیں، بلکہ پورے معاشرے کو پیش نظر رکھ کر قوانین مرتب کر دیے گئے۔جن کاموں سے معاشرے میں خرابی واقع ہوتی تھی، انہیں بتدریج حیات بدر کیا گیا۔شراب کی مثال لے لیں کیسے غیرمحسوس انداز میں مسلم معاشرہ اس سے پاک کیا گیا۔پہلے فوائد کی نسبت اس کی خرابیاں زیادہ ہونے کا بتا کر اس سے عمومی نفرت کا رجحان پیدا کیا، پھر نمازوں کے اوقات میں نشہ منع فرما کر اس کی لت ختم کی، آخر میں اسے مستقل حرام قرار دے دیا گیا۔

نکاحِ متعہ بھی انہی بیماریوں میں سے ہے، جنہیں اسلام نے اصلاحِ معاشرہ کی خاطر ابدی طور پر شریعت سے نکالا دیا ہے۔جیسے شراب کی حرمت نازل ہونے سے پہلے شراب پی جاتی رہی، اسی طرح تدریجی حکمت عملی کے تحت نکاحِ متعہ بھی ایک وقت تک جائز رہا، پھر اسے قیامت تک کے لیے حرام قرار دے دیا گیا اور اس کی جگہ

شرعی نکاح ہی حتمی اور لازمی اصول بنادیا گیا۔

جس طرح حرمت سے پہلے شراب نوشی کے واقعات دلیل بنا کر شراب حلال قرار دینا جائز نہیں، اسی طرح کسی مسلمان کے لیے یہ بھی جائز نہیں کہ وہ حرمت متعہ سے پہلے پیش آنے والے عہد نبوی کے واقعات کو دلیل بناتے ہوئے اب بھی نکاحِ متعہ کے جواز پر اصرار کرے۔

نکاحِ متعہ کے فرد اور معاشرے پر نہایت مضر اثرات تھے، جن کی بنا پر اسے قیامت تک کے لیے حرام کر دیا گیا۔ اس کے مقابلے میں شرعی نکاح کو رائج کیا گیا، جو مفاسد سے بالکل خالی اور فرد و معاشرے کے لیے بے شمار فوائد کا حامل ہے۔

شرعی نکاح کا اہم مقصد عفت و عصمت کا تحفظ ہے، جو کہ نکاحِ متعہ سے حاصل نہیں ہوتا، نیز نکاحِ شرعی میں اہم جز دوام و استمرار ہے، جو کہ متعہ میں نہیں پایا جاتا۔ نکاحِ شرعی کا اہم فائدہ محبت و مودّت اور سکون ہے، جو کہ نکاحِ متعہ میں ناپید ہے۔ نکاحِ شرعی میں بیک وقت ایک سے زائد بیویوں کا تصور تو ہے، لیکن ایک سے زائد خاوندوں کا تصور قطعاً نہیں، جبکہ نکاحِ متعہ میں ایک سے زائد خاوندوں کا تصور واضح طور پر پایا جاتا ہے۔ ایک عورت کے لیے نکاحِ متعہ کے ذریعے ایک ہی دن میں بیسیوں افراد سے منہ کالا کرنے پر کوئی پابندی نہیں۔

نکاحِ متعہ کے ذریعے معاشرہ بے راہ روی کا شکار ہو جاتا ہے اور انسانوں میں بہیمانہ رویے پروان چڑھتے ہیں۔ ایک عورت جب نکاحِ متعہ کے ذریعے کئی مردوں سے تعلق رکھتی ہے، تو کیا معلوم اس کی کوکھ میں پلنے والا بچہ کس کا ہے؟ ایسے بچے عام طور پر خونخوار درندے ہی بنتے ہیں، پرامن شہری نہیں بن پاتے۔ نکاحِ متعہ میں ولی

(باپ، بھائی) کے حقوق بھی پامال ہوتے ہیں۔عصمت جو انسانیت کا جوہر ہے، ختم ہو جاتی ہے اور ماحول میں آوارگی پھیلتی ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۶۶۱۔۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

اَلنِّکَاحُ الْمَبِیْحُ هُوَ النِّكَاحُ الْمَعْرُوفُ عِنْدَ الْمُسْلِمِينَ، وَهُوَ النِّكَاحُ الَّذِي جَعَلَ اللّٰهُ فِيهِ بَيْنَ الزَّوْجَيْنِ مَوَدَّةً وَّرَحْمَةً .

''جائز نکاح وہی ہے، جو مسلمانوں کے ہاں معروف ہے۔یہی وہ نکاح ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے زوجین میں مودّت ورحمت کا باعث بنایا ہے۔''

(مجموع الفتاوٰی: 32/92، 93)

نکاحِ متعہ کی بے شمار قباحتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس کی وجہ سے شادی شدہ خواتین بھی بدکاری کی راہ اختیار کر لیتی ہیں۔

❁ ابوجعفر، محمد بن حسن، طوسی شیعہ (م:460ھ) نے لکھا ہے:

لَيْسَ عَلَى الرَّجُلِ أَنْ يَّسْأَلَهَا : هَلْ لَّهَا زَوْجٌ أَمْ لَا .

''نکاحِ متعہ کرنے والے مرد کے لیے عورت سے یہ پوچھنا ضروری نہیں کہ اس کا کوئی خاوند ہے یا نہیں؟''(النّہایة، ص: 490)

اتنی قباحتوں کے باوجود نکاحِ متعہ شیعہ مذہب کا بنیادی جزو ہے۔

❁ شیعہ فقیہ، محمد بن حسن، الحر العاملی (م:1104ھ) نے لکھا ہے:

إِنَّ إِبَاحَةَ الْمُتْعَةِ مِنْ ضَرُورِيَّاتِ مَذْهَبِ الْإِمَامِيَّةِ .

''نکاحِ متعہ کو جائز قرار دینا امامی شیعوں کی مذہبی ضرورت ہے۔''

(وسائل الشّیعۃ : 245/7)

نکاحِ متعہ اور اجماعِ امت:

اُمت مسلمہ کا اتفاق و اجماع ہے کہ نکاحِ متعہ یا وقتی نکاح منسوخ و باطل ہے اور شریعتِ اسلامیہ میں نکاحِ متعہ تا قیامت حرام ہو چکا ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

لَمَّا وَلِيَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ : إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَذِنَ لَنَا فِي الْمُتْعَةِ ثَلَاثًا، ثُمَّ حَرَّمَهَا، وَاللّٰهِ لَا أَعْلَمُ أَحَدًا يَتَمَتَّعُ وَهُوَ مُحْصَنٌ إِلَّا رَجَمْتُهُ بِالْحِجَارَةِ، إِلَّا أَنْ يَأْتِيَنِي بِأَرْبَعَةٍ يَشْهَدُونَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ أَحَلَّهَا بَعْدَ إِذْ حَرَّمَهَا .

''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جب خلیفہ منتخب ہوئے، تو آپ نے خطبہ دیا: لوگو! بلاشبہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تین دفعہ متعہ کی اجازت دی تھی، پھر اسے حرام کر دیا تھا۔ اللہ کی قسم! مجھے جس شادی شدہ کے بارے متعہ کرنے کا علم ہوا، اسے ضرور رجم کر دوں گا۔ ہاں اگر وہ چار گواہ پیش کر دے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حرام کرنے کے بعد حلال کر دیا تھا، تو چھوڑ دوں گا۔''

(سنن ابن ماجه : ١٩٦٣، مسند البزّار : ١٨٣، وسندهٗ حسنٌ)

❁ حافظ خطیب بغدادی رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ يُعْلَمُ بِالْإِجْمَاعِ .

''متعہ کی حرمت اجماع سے ثابت ہے۔''

(الفقیہ والمتفقہ :339/1)

❁ علامہ ابوالفتح نصر بن ابراہیم مقدسی رحمہ اللہ (۴۹۰ھ) فرماتے ہیں:

''یہ بات ہمارے ذکر کیے ہوئے دعویٔ اجماع کی صحت پر دلیل ہے، کیونکہ ان آثار میں ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے متعہ کی حرمت بر سرِ منبر بیان فرمائی، اس فعل سے ڈرایا اور اسے گھمبیر قرار دیا تھا۔ انہوں نے یہ بھی ذکر کیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ حرام قرار دے کر اس سے منع فرما دیا تھا۔ یہ ساری روئیداد مہاجرین وانصار صحابہ کرام کی موجودگی میں انجام پائی تھی، لیکن کسی نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے معارضہ کیا، نہ آپ کی بات ردّ کی، حالانکہ صحابہ کرام حق کا اظہار کرنے، واجب کو بیان کرنے اور غلطی کو ردّ کرنے پر حریص تھے، جیسا کہ ان کی یہ صفت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے بھی بیان کی ہے۔ دیکھا نہیں کہ سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے حج تمتع اور سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے حاملہ کو رجم کرنے کے بارے میں معارضہ کیا تھا؟ وجہ یہ ہے کہ صحابہ کرام جیسے (مضبوط ایمان والے) لوگوں سے دین کے حوالے سے مداہنت اور غلط بات سن کر خاموشی ممکن نہیں، خصوصاً ایسے معاملہ میں، جو شریعت سے تعلق رکھتا ہو اور جسے تا ابد شریعت میں موجود رہنا ہو۔ جب تمام صحابہ کرام خاموش ہو گئے اور کسی نے انکار نہیں کیا، تو معلوم ہوا کہ یہی حق ہے اور متعہ کا منسوخ اور حرام ہونا ہی شریعت میں ثابت ہے، جیسا کہ سیدنا

عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک تھا۔ یہ معاملہ تمام صحابہ کرام کے متعہ کے حرام اور منسوخ ہونے کا اقرار کرنے کے مترادف ہے، لہٰذا یہ تاابد حرام ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے علاوہ بھی صحابہ کرام کی ایک جماعت نے اس بارے میں احادیث بیان کی ہیں۔ متعہ کا حرام ہونا سیدنا علی بن ابی طالب، سیدنا عبداللہ بن عمر، سیدنا عبداللہ بن مسعود، سیدنا عبداللہ بن زبیر اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے حق واضح ہو جانے اور متعہ کی حرمت پر حدیث رسول پہنچنے پر متعہ کے جواز سے رجوع فرما لیا تھا۔ یہی مذہب تمام تابعین، فقہائے کرام اور ائمہ دین کا ہے۔ اگر بالفرض متعہ کو صرف ایک صحابی حرام قرار دیتا اور کوئی دوسرا صحابی ان کا مخالف نہ ہوتا، تو ہم پر اس صحابی کے قول و علم کی پیروی لازم تھی، کیونکہ صحابی ایسی بات ٹھوس علم کی بنیاد پر ہی کہہ سکتا ہے۔......
حرمت متعہ پر صحابہ کا اجماع ہو چکا ہے۔ اب جو ان کی مخالفت میں نکاحِ متعہ کو حلال سمجھے، وہ اجماع کا مخالف اور حق و صواب کا دشمن ہے۔''

(تحریم نکاح المتعة، ص ٧٧)

❁ علامہ فخر رازی رحمہ اللہ (۵۴۴۔۶۰۱ھ) لکھتے ہیں:

''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے حرمت متعہ صحابہ کرام کے ایک مجمع میں کی اور کسی صحابی نے ان پر نکیر نہیں کی۔ اس صورت حال میں تین باتیں کہی جا سکتی ہیں: پہلی بات یہ کہ صحابہ کرام کو متعہ کی حرمت کا علم تھا، لہٰذا خاموش ہو

گئے۔ یا دوسری بات یہ کہ انہیں متعہ کی اباحت معلوم تھی، لیکن مداہنت کی وجہ سے خاموش رہے۔ یا تیسری یہ کہ انہیں متعہ کی حرمت یا اباحت کے بارے میں علم ہی نہ تھا، لہٰذا انہوں نے توقف کیا اور خاموش رہے۔ پہلی بات ہی درست ہے، دوسری بات سے تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور تمام صحابہ کرام کی تکفیر لازم آتی ہے، کیونکہ جو شخص جانتا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ کو مباح قرار دیا ہے، پھر وہ بغیر نسخ کی دلیل کے کہے کہ یہ حرام ہے، وہ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرتا ہے اور جسے اس کی غلطی اور کفر کا علم ہو، پھر بھی وہ اس کی تصدیق کرے، تو وہ بھی کافر ٹھہرے گا۔ یوں ساری امت کی تکفیر لازم آئے گی اور یہ فرمانِ باری تعالیٰ: ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ﴾ ''تم بہترین امت ہو۔'' کے خلاف ہے۔ تیسری بات کہ صحابہ کرام کو متعہ کی حرمت یا اباحت کا علم ہی نہ تھا، اس لیے خاموش ہو گئے، یہ بھی باطل ہے، کیونکہ بالفرض اگر متعہ جائز ہے، تو یہ نکاح کی طرح ہی ہوگا، لہٰذا جس طرح لوگ نکاح کی معرفت کے محتاج ہیں، اسی طرح متعہ کی معرفت کے بھی محتاج ہوں گے۔ اس طرح کا معاملہ مخفی رہنا ممکن نہیں، بلکہ ضروری ہے کہ اس کے بارے میں علم مشہور و معروف ہو۔ جس طرح سب کو علم تھا کہ نکاح مباح ہے اور اس کی اباحت منسوخ نہیں، اسی طرح متعہ کے بارے میں علم ہونا بھی ضروری تھا۔ جب یہ (آخری) دونوں باتیں باطل ہیں، تو ثابت ہو گیا ہے کہ صحابہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ پر انکار کرنے سے صرف اس

لیے خاموش رہے کہ انہیں اسلام میں متعہ کے منسوخ ہوجانے کا علم تھا۔''

(تفسير الرازي : ٣/٢٨٧)

① امام ابوعُبَید، قاسم بن سلام رحمہ اللہ (۱۵۰۔۲۲۴ھ) فرماتے ہیں:

اَلْمُسْلِمُونَ الْيَوْمَ مُجْمِعُونَ عَلٰى هٰذَا الْقَوْلِ : إِنَّ مُتْعَةَ النِّسَاءِ قَدْ نُسِخَتْ بِالتَّحْرِيمِ، ثُمَّ نَسَخَهَا الْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ ـــ وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا مِّنَ الصَّحَابَةِ كَانَ يَتَرَخَّصُ فِيهَا، إِلَّا مَا كَانَ مِنَ ابْنِ عَبَّاسٍ، فَإِنَّهٗ كَانَ ذٰلِكَ مَعْرُوفًا مِّنْ رَّأْيِهٖ، ثُمَّ بَلَغَنَا أَنَّهٗ رَجَعَ عَنْهُ .

''مسلمانوں کا اجماع ہے کہ نکاحِ متعہ منسوخ اور حرام ہے۔ کتاب وسنت نے اسے منسوخ کیا ہے۔ کسی صحابی سے نکاح متعہ کی رخصت منقول نہیں، ہاں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جواز کے قائل تھے، آپ کا رجوع بھی ثابت ہے۔''(النّاسخ والمنسوخ، ص 80)

مزید فرماتے ہیں:

أَمَّا قَوْلُ أَهْلِ الْعِلْمِ الْيَوْمَ جَمِيعًا، مِّنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ، وَأَهْلِ الْحِجَازِ، وَأَهْلِ الشَّامِ، وَأَصْحَابِ الْأَثَرِ، وَأَصْحَابِ الرَّأْيِ، وَغَيْرِهِمْ، أَنَّهٗ لَا رُخْصَةَ فِيهَا لِمُضْطَرٍّ وَّلَا لِغَيْرِهٖ، وَأَنَّهَا مَنْسُوخَةٌ حَرَامٌ، عَلٰى مَا ذَكَرْنَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ .

''اس دور میں اہل عراق، اہل حجاز اور اہل شام، نیز اہل الحدیث اور اہل رائے وغیرہ سب اہل علم کا متفقہ فتویٰ یہی ہے کہ کسی کو کوئی مجبوری ہو یا نہ ہو، نکاحِ متعہ کی اجازت نہیں، نیز یہ منسوخ اور حرام ہے، جیسا کہ ہم نے نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ثابت کر دیا ہے۔''

(النّاسخ والمنسوخ، ص : 82)

② امام ابن منذر رحمہ اللہ (۲۴۲۔۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

جَاءَ عَنِ الْأَوَائِلِ الرُّخْصَةُ فِيهَا، وَلَا أَعْلَم الْيَوْمَ أَحَدًا يُجِيْزُهَا إِلَّا بَعْضُ الرَّافِضَةِ، وَلَا مَعْنٰى لِقَوْلٍ يُخَالِفُ كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ رَسُوْلِهٖ .

''اوائل میں متعہ کی رخصت ملتی ہے۔لیکن اب میں نہیں جانتا کہ سوائے رافضیوں کے کسی نے اسے جائز قرار دیا ہو۔کتاب اللہ اور سنت رسول کے مخالف قول کا کوئی وزن نہیں۔''

(الإشراف : ٦١/١، فتح الباري لابن حجر : ٧٨/٩)

③ امام، ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ (۲۳۸۔۳۲۱ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَدْ نَهٰى عَنْ مُّتْعَةِ النِّسَاءِ، بِحَضْرَةِ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمْ يُنْكِرْ ذٰلِكَ عَلَيْهِ مِنْهُمْ مُّنْكِرٌ، وَفِي هٰذَا دَلِيلٌ عَلٰى مُتَابَعَتِهِمْ لَهٗ

عَلٰى مَا نَهٰى عَنْهُ مِنْ ذٰلِكَ، وَفِي إِجْمَاعِهِمْ عَلَى النَّهْيِ فِي ذٰلِكَ عَنْهَا دَلِيلٌ عَلٰى نَسْخِهَا، وَحُجَّةٌ.

''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کی موجودگی میں عورتوں سے متعہ کرنے سے منع فرمایا۔ کسی نے بھی اعتراض نہیں کیا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جمیع صحابہ متعہ کی ممانعت میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ہمنوا تھے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا یہ اجماع متعہ کی منسوخیت پر واضح دلیل و برہان ہے۔''

(شرح معاني الآثار : 26/3)

④ مشہور لغوی امام، علامہ ابو منصور ازہری رحمہ اللہ (۳۷۰ھ) لکھتے ہیں:

قَدْ أَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ أَنَّهَا حَرَامٌ.

''اہل علم کا اجماع ہے کہ نکاح متعہ حرام ہے۔''

(تهذيب اللغة : 175/2)

⑤ علامہ ابوبکر جصّاص (۳۰۵۔۳۷۰ھ) لکھتے ہیں:

قَدْ دَلَّلْنَا عَلٰى ثُبُوتِ الْحَظْرِ بَعْدَ الْإِبَاحَةِ مِنْ ظَاهِرِ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَإِجْمَاعِ السَّلَفِ ــــــ وَلَا خِلَافَ فِيهَا بَيْنَ الصَّدْرِ الْأَوَّلِ عَلٰى مَا بَيَّنَّا؛ وَقَدِ اتَّفَقَ فُقَهَاءُ الْأَمْصَارِ مَعَ ذٰلِكَ عَلٰى تَحْرِيمِهَا وَلَا يَخْتَلِفُونَ فِيهِ.

''ہم نے متعہ کی اباحت کے بعد اس کی حرمت پر کتاب و سنت کے دلائل اور سلف کا اجماع بیان کر دیا ہے۔۔۔ اس بارے خیر القرون میں کوئی

اختلاف نہ تھا، جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ نیز تمام علاقوں کے فقہائے کرام نے اس کی حرمت پر اتفاق ہے، وہ اس بارے میں قطعاً اختلاف نہیں کرتے ہیں۔" (أحكام القرآن: ۱۵۳/۲)

⑥ علامہ خطابی رحمہ اللہ (۳۱۹۔۳۸۸ھ) لکھتے ہیں:

تَحْرِيمُ الْمُتْعَةِ كَالْإِجْمَاعِ إِلَّا عَنْ بَعْضِ الشِّيعَةِ، وَلَا يَصِحُّ عَلٰى قَاعِدَتِهِمْ فِي الرُّجُوعِ فِي الْمُخْتَلِفَاتِ إِلٰى عَلِيٍّ وَآلِ بَيْتِهِ فَقَدْ صَحَّ عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهَا نُسِخَتْ، وَنَقَلَ الْبَيْهَقِيُّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الْمُتْعَةِ، فَقَالَ: هِيَ الزِّنَا بِعَيْنِهِ.

"متعہ کی حرمت پر مسلمانوں کا اجماع ہے، سوائے بعض شیعہ کے۔ ان کے قواعد وضوابط کے مطابق بھی یہ (متعہ) درست نہیں، کیونکہ یہ لوگ اختلافی مسائل میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور آپ کے اہل بیت کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے متعہ کی منسوخیت ثابت ہے۔ حافظ بیہقی رحمہ اللہ نے (السنن الکبری: ۲۰۷/۷، وسندہ صحیح) جعفر بن محمد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ ان سے متعہ کے بارے میں سوال ہوا، تو انہوں نے فرمایا: یہ تو کھلا زنا ہے۔" (فتح الباري لابن حجر: ۷۸/۹)

⑦ علامہ ماوردی (۴۵۰ھ) لکھتے ہیں:

ثُمَّ رَجَعَ عَنْهَا فَصَارَ الْإِجْمَاعُ بِرُجُوعِهِ مُنْعَقِدًا وَالْخِلَافُ بِهِ مُرْتَفِعًا وَانْعِقَادُ الْإِجْمَاعِ بَعْدَ ظُهُورِ الْخِلَافِ أَوْكَدُ،

لِأَنَّهُ يَدُلُّ عَلٰى حُجَّةٍ قَاطِعَةٍ وَدَلِيلٍ قَاهِرٍ .

''بعد میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رجوع کر لیا تھا، آپ رضی اللہ عنہ کے رجوع سے اجماع منعقد ہو گیا اور اختلاف ختم ہو گیا۔ اختلاف کے بعد اجماع کا منعقد ہونا زیادہ مؤکد ہوتا ہے، کیونکہ یہ حجت قطعی اور دلیلِ غالب پر دلالت کرتا ہے۔''

(الحاوي الكبير :452/11)

⑧ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (۳۶۸۔۴۶۳ھ) لکھتے ہیں:

أَمَّا سَائِرُ الْعُلَمَاءِ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ الْخَالِفِينَ وَفُقَهَاءِ الْمُسْلِمِينَ فَعَلٰى تَحْرِيمِ الْمُتْعَةِ مِنْهُمْ مَالِكٌ فِي أَهْلِ الْمَدِينَةِ وَالثَّوْرِيُّ وَأَبُو حَنِيفَةَ فِي أَهْلِ الْكُوفَةِ وَالشَّافِعِيُّ فِيمَنْ سَلَكَ سَبِيلَهُ مِنْ أَهْلِ الْحَدِيثِ وَالْفِقْهِ وَالنَّظَرِ بِالْاِتِّفَاقِ وَالْأَوْزَاعِيُّ فِي أَهْلِ الشَّامِ وَاللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ فِي أَهْلِ مِصْرَ وَسَائِرُ أَصْحَابِ الْآثَارِ .

''صحابہ و تابعین اور بعد والے علمائے کرام اور فقہائے مسلمین تمام کے تمام حرمت متعہ پر متفق ہیں۔ جن میں اہل مدینہ سے امام مالک اور اہل کوفہ سے امام سفیان ثوری اور امام ابوحنیفہ، متفقہ طور پر اہل حدیث اور اہل فقہ میں سے امام شافعی، اہل شام میں سے امام اوزاعی اور اہل مصر میں سے امام لیث بن سعد اور دیگر تمام محدثین کرام شامل ہیں۔''

(التّمهيد لما في الموطّأ من المعاني والأسانيد : ١٢١/١٠)

⑨ حافظ بغوی رحمہ اللہ (٥١٦ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى تَحْرِيمِ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ، وَهُوَ كَالْإِجْمَاعِ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ .

''اہل علم کا متعہ کی حرمت پر اتفاق ہے۔ یہ مسلمانوں کا اجماع ہی ہے۔''

(شرح السنّة : 100/9)

⑩ علامہ مازری رحمہ اللہ (٥٣٦ھ) لکھتے ہیں:

اِنْعَقَدَ الْإِجْمَاعُ عَلٰى تَحْرِيْمِهٖ، وَلَمْ يُخَالِفْ فِيْهِ إِلَّا طَائِفَةً مِنَ الْمُبْتَدِعَةِ، وَتَعَلَّقُوْا بِالْأَحَادِيْثِ الْوَارِدَةِ، وَقَدْ ذَكَرْنَا أَنَّهَا مَنْسُوْخَةٌ، فَلَا دَلَالَةَ لَهُمْ فِيْهَا .

''متعہ کے حرام ہونے پر اجماع منعقد ہو چکا ہے۔ اس کی مخالفت صرف ایک بدعتی گروہ نے کی ہے۔ انہوں نے اس بارے میں وارد احادیث سے دلیل لینے کی کوشش کی ہے، حالانکہ ہم یہ ذکر کر چکے ہیں کہ وہ احادیث منسوخ ہیں، لہٰذا ان کے لیے ان احادیث میں کوئی دلیل نہیں۔''

(المعلِم بفوائد مسلم : ١٣١/٢، شرح صحيح مسلم للنّووي : ١٥١/٩)

⑪ علامہ ابن العربی رحمہ اللہ (٥٤٣ھ) لکھتے ہیں:

قَدْ كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُولُهَا ثُمَّ ثَبَتَ رُجُوعُهُ عَنْهَا فَانْعَقَدَ الْإِجْمَاعُ عَلٰى تَحْرِيمِهَا .

''(ابتدا میں) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نکاح متعہ کے جواز کے قائل تھے، بعد میں ان کا رجوع کرنا ثابت ہے، لہٰذا متعہ کی حرمت پر اجماع منعقد ہو چکا ہے۔''

(القبس شرح مؤطأ الإمام مالك، ص 714)

⑫ قاضی عیاض رحمہ اللہ (۴۷۶۔۵۴۴ھ) لکھتے ہیں:

وَقَعَ الْإِجْمَاعُ بَعْد ذٰلِكَ عَلٰی تَحْرِيمهَا مِنْ جَمِيعِ الْعُلَمَاءِ إِلَّا الرَّوَافِضَ.

''متعہ کی حرمت پر سوائے رافضیوں کے تمام علما کا اجماع ہو گیا۔''

(شرح مسلم للنووي: ۱۸۱/۹)

⑬ علامہ ابن ہُبَیرہ رحمہ اللہ (۵۶۰ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعُوا عَلٰی أَنَّ نِكَاحَ الْمُتْعَةِ بَاطِلٌ، لَّا خِلَافَ بَيْنَهُمْ فِي ذٰلِكَ.

''اہل علم کا اجماع و اتفاق ہے کہ نکاح متعہ باطل ہے، اس بارے میں اہل علم کے مابین کوئی اختلاف نہیں۔''

(الإفصاح: 107/2)

⑭ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۰۸۔۵۷۹ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ وَقَعَ الْإِتِّفَاقُ عَلَى النَّسْخِ.

''نکاحِ متعہ کے منسوخ ہونے پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔''

(كشف المُشكِل من حديث الصّحيحين :146/1)

⑮ علامہ کاسانی حنفی (۵۸۷ھ) لکھتے ہیں:

أَمَّا الْإِجْمَاعُ فَإِنَّ الْأُمَّةَ بِأَسْرِهِمْ امْتَنَعُوا عَنِ الْعَمَلِ بِالْمُتْعَةِ مَعَ ظُهُورِ الْحَاجَةِ لَهُمْ إِلٰی ذٰلِكَ.

''اجماع کی دلیل یہ ہے کہ ضرورت کے باوجود پوری امت نکاح متعہ پر عمل کرنے سے رکی رہی۔''

(بدائع الصنائع :273/2)

⑯ علامہ علی بن ابی بکر مرغینانی حنفی (۵۹۳ھ) لکھتے ہیں:

اِبْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا صَحَّ رُجُوعُهٗ إِلٰی قَوْلِهِمْ فَتَقَرَّرَ الْإِجْمَاعُ.

''ابن عباس رضی اللہ عنہما کا رجوع صحیح ثابت ہے، یوں اجماع منعقد ہوگیا۔''

(الهداية :190/1، فتح القدير لابن همام :247/3، البحر الرائق لابن نجيم : 114/3)

⑰ علامہ ابن رشد قرطبی مالکی (۵۹۵ھ) لکھتے ہیں:

تَوَاتَرَتِ الْأَخْبَارُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَحْرِيمِهٖ.

''متعہ کی حرمت میں رسول اللہ ﷺ سے متواتر احادیث ثابت ہیں۔''

(بداية المجتهد :97/2)

⑱ مفسر قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) فرماتے ہیں:

اِنْعَقَدَ الْإِجْمَاعُ عَلٰی تَحْرِيمِهَا .

''متعہ کی حرمت پر اجماع ہو گیا ہے۔'' (تفسير القرطبي :133/5)

نیز فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ السَّلَفُ وَالْخَلَفُ عَلٰی تَحْرِيمِهَا إِلَّا مَنْ لَا يُلْتَفَتُ إِلَيْهِ مِنَ الرَّوَافِضِ .

''سلف و خلف کا متعہ کی حرمت پر اجماع ہے، سوائے روافض کے، جن کا قول قابل التفات نہیں۔'' (فتح الباري لابن حجر : ۷۸/۹۔۷۹)

⑲ علامہ ابن الجزری رحمہ اللہ (۸۳۳ھ) فرماتے ہیں:

اِنْعَقَدَ عَلٰی ذٰلِكَ الْإِجْمَاعُ .

''متعہ کی حرمت پر اجماع ہو چکا ہے۔''

(مناقب الأسد الغالب علي بن أبي طالب، ص 77)

⑳ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) لکھتے ہیں:

أَجْمَعُوا عَلٰی أَنَّهٗ مَتٰی وَقَعَ الْآنَ أُبْطِلَ سَوَاءٌ كَانَ قَبْلَ الدُّخُولِ أَمْ بَعْدَهٗ .

''اہل علم کا اجماع ہے کہ اگر اب نکاح متعہ کیا جائے، تو دخول سے پہلے اور بعد ہر دو صورت باطل ہوگا۔''

(فتح الباري :173/9)

㉑ علامہ عینی حنفی (۸۵۵ھ) لکھتے ہیں:

أَجْمَعَتِ الصَّحَابَةُ عَلٰى أَنَّ الْمُتْعَةَ قَدِ انْتَسَخَتْ فِي حَيَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

''صحابہ کرام کا اجماع ہے کہ نکاحِ متعہ نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ میں ہی منسوخ ہو چکا تھا۔'' (البناية شرح الهداية : 564/4)

نیز لکھتے ہیں:

اِدَّعٰى غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنَ الْعُلَمَاءِ الْإِجْمَاعَ عَلٰى تَحْرِيمِ الْمُتْعَةِ.

''کئی ایک اہل علم نے نکاح متعہ کی حرمت پر اجماع کا دعویٰ کیا ہے۔''

(البناية شرح الهداية : 61/5)

㉒ علامہ قسطلانی رحمہ اللہ (۹۲۳ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ وَقَعَ الْإِجْمَاعُ عَلٰى تَحْرِيمِهَا إِلَّا الرَّوَافِضَ.

''متعہ کی حرمت پر سب کا اجماع ہے، سوائے روافض کے۔''

(إرشاد السّاري : 44/8)

قرآن وحدیث اور اجماعِ امت کی مخالفت میں شیعہ حضرات متعہ کو حلال اور جائز سمجھتے ہیں، لیکن جس کے ساتھ متعہ کیا جائے، اسے نہ بیوی تسلیم کرتے ہیں، نہ لونڈی، نہ اسے طلاق ہوگی، نہ وارث بنے گی، بلکہ یہ کرائے کی عورت ہوتی ہے۔

نکاحِ متعہ اور قرآنِ کریم:

❀ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ ❁ إِلَّا عَلٰى أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ❁ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْعَادُوْنَ❁﴾ .

(المؤمنون : 5-7، المعارج : 29-31)

''اہل ایمان اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں، بیویوں اور لونڈیوں سے ایسے تعلقات رکھنے پر ملامت نہیں، لیکن جو لوگ تکمیل خواہش کے لیے کوئی دوسرا رستہ اختیار کریں، وہ باغی ہیں۔''

معلوم ہوا کہ بیوی اور لونڈی کے علاوہ کسی سے جنسی تعلق رکھنا جائز نہیں۔ جس عورت سے متعہ کیا جاتا ہے، وہ مرد کی نہ بیوی ہوتی ہے، نہ لونڈی، لہٰذا متعہ حرام ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ابن ابوملیکہ رحمہ اللہ نے متعہ کے بارے پوچھا، تو فرمایا:

بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ كِتَابُ اللّٰهِ، قَالَ : وَقَرَأَتْ هٰذِهِ الْآيَةَ : ﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ ❁﴾--- .

''میرے اور آپ کے مابین کتاب اللہ فیصل ہے۔ آپ نے آیت تلاوت فرمائی: ﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ ❁﴾ (المومنون : ٥)

''اہل ایمان اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں......۔''

(النّاسخ والمنسوخ للقاسم بن سلّام :131، مسند الحارث [بغية الباحث] : 479، السّنن الكبرٰى للبيهقي : 206/7، 207، وسندهٗ صحيحٌ)

امام حاکم رحمہ اللہ (305/2، 393) نے اسے بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے،

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔

❁ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ﴾(النور: 33)

''جو لوگ نکاح (کے لیے مالی استطاعت) نہیں رکھتے، وہ عفت و پاک دامنی اختیار کریں، یہاں تک کہ اللہ انہیں اپنے فضل سے غنی کر دے۔''

مفسر الکیا الہراسی رحمہ اللہ (450-504ھ) فرماتے ہیں:

أَمَرَهُمْ بِالتَّعَفُّفِ عِنْدَ تَعَذُّرِ النِّكَاحِ عَمَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى، وَذٰلِكَ عَلَى الْوُجُوبِ، وَفِيهِ دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّ إِبَاحَةَ الْاِسْتِمْتَاعِ مَوْقُوفَةٌ عَلَى النِّكَاحِ، وَلِذٰلِكَ يُحَرِّمُ مَا عَدَاهُ، وَلَا يُفْهَمُ مِنْهُ التَّحْرِيمُ بِمِلْكِ الْيَمِينِ، لِأَنَّ مَنْ لَّا يَقْدِرُ عَلَى النِّكَاحِ لِعَدَمِ الْمَالِ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شِرَاءِ الْجَارِيَةِ غَالِبًا، وَفِيهِ دَلِيلٌ عَلٰى بُطْلَانِ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ، وَدَلِيلٌ عَلٰى تَحْرِيمِ الْاِسْتِمْنَاءِ.

''اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو نکاح نہ ہو سکنے کی صورت میں جنسی تسکین کے حرام ذرائع سے منع فرمایا۔ یہ ممانعت وجوبی ہے۔ یہ آیت کریمہ دلیل ہے کہ جنسی تسکین کا جواز نکاح پر موقوف ہے، اسی لیے تو اللہ تعالیٰ نے باقی سارے ذرائع حرام قرار دے دیے ہیں۔ یاد رہے کہ اس آیت سے لونڈیوں کی حرمت ثابت نہیں ہوتی، کیونکہ (ان کا ذکر تو اس لیے نہیں کیا

گیا کہ) جو شخص مال نہ ہونے کی وجہ سے نکاح کی استطاعت نہیں رکھتا، وہ عموماً لونڈی خریدنے پر بھی قادر نہیں ہوتا۔ یہ آیت نکاحِ متعہ کی حرمت پر بھی دلیل ہے اور اس سے مشت زنی کا حرام ہونا بھی ثابت ہوتا ہے۔''

(أحكام القرآن: 4/313، 314)

تنبیہ: بعض لوگ قرآنِ کریم سے متعہ کے جواز پر سورت نساء کی آیت نمبر: ۲۴ پیش کرتے ہیں، ملاحظہ ہو!

فرمانِ الٰہی ہے:

﴿فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً﴾

''جن عورتوں سے تم فائدہ اٹھاؤ، انہیں ان کے حق مہر ضرور ادا کرو۔''

امام طبری رحمہ اللہ (۲۲۴۔۳۱۰ھ) لکھتے ہیں:

أَوْلَى التَّأْوِيلَيْنِ فِي ذٰلِكَ بِالصَّوَابِ تَأْوِيلُ مَنْ تَأَوَّلَهُ : فَمَا نَكَحْتُمُوهُ مِنْهُنَّ فَجَامَعْتُمُوهُ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ؛ لِقِيَامِ الْحُجَّةِ بِتَحْرِيمِ اللّٰهِ مُتْعَةَ النِّسَاءِ عَلٰى غَيْرِ وَجْهِ النِّكَاحِ الصَّحِيحِ أَوِ الْمِلْكِ الصَّحِيحِ عَلٰى لِسَانِ رَسُولِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''اس آیت کی درست تفسیر یہ ہے: جن عورتوں سے تم نے نکاح کیا اور خلوت بھی اختیار کر لی، انہیں مہر ادا کرو۔ اس تفسیر کے صحیح ہونے کی وجہ یہ ہے کہ دلائل سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی زبانی جس متعۃ النسا کو حرام قرار دیا ہے، وہ نکاح صحیح سے الگ چیز ہے۔''

(تفسير الطّبري : ٧٣٨/٣، طبع دار الحديث، القاهرة)

ابن خُوَیزمنداد بصری (م:390ھ) فرماتے ہیں:

لَا يَجُوزُ أَنْ تُحْمَلَ الْآيَةُ عَلٰى جَوَازِ الْمُتْعَةِ، لِأَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ نِّكَاحِ الْمُتْعَةِ وَحَرَّمَهٗ، وَلِأَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ : ﴿فَانْكِحُوهُنَّ بِإِذْنِ أَهْلِهِنَّ﴾، وَمَعْلُومٌ أَنَّ النِّكَاحَ بِإِذْنِ الْأَهْلِينَ هُوَ النِّكَاحُ الشَّرْعِيُّ، بِوَلِيٍّ وَّشَاهِدَيْنِ، وَنِكَاحُ الْمُتْعَةِ لَيْسَ كَذٰلِكَ .

''اس آیت کریمہ سے متعہ کا جواز کشید کرنا جائز نہیں، کیونکہ ایک تو رسول اللہ ﷺ نے نکاحِ متعہ سے منع فرما دیا ہے اور اسے حرام قرار دے دیا ہے، دوسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے (اس سے اگلی آیت میں) ارشاد فرمایا: ﴿فَانْكِحُوهُنَّ بِإِذْنِ أَهْلِهِنَّ﴾ (تم ان عورتوں سے ان کے گھر والوں کی اجازت سے نکاح کرو) اور یہ بات تو معلوم ہی ہے کہ عورت کے گھر والوں کی اجازت، یعنی ولی اور دو گواہوں کی موجودگی میں جو نکاح ہوتا ہے، وہ نکاحِ شرعی ہی ہوتا ہے، نکاحِ متعہ کی صورت یہ نہیں ہوتی۔''

(تفسير القرطبي : 129/5، 130)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (٦٦١۔٧٢٨ھ) لکھتے ہیں:

''اس آیت کریمہ میں متعہ کے حلال ہونے کی کوئی دلیل نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذٰلِكُمْ أَنْ تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُمْ

مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا تَرَاضَيْتُمْ بِهِ مِنْ بَعْدِ الْفَرِيضَةِ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا﴾، ﴿وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا أَنْ يَنْكِحَ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ﴾

''اور ان (مذکورہ محرمات) کے علاوہ جو عورتیں ہیں، وہ تمہارے لیے حلال کر دی گئی ہیں، (شرط یہ ہے) کہ تم اپنے مال (مہر) کے بدلے انہیں حاصل کر کے ان سے نکاح کرو اور تمہاری نیت بدکاری کی نہ ہو، پھر جن سے مہر کے عوض تم فائدہ اٹھاؤ، انھیں ان کے مقرر کیے ہوئے مہر دے دو، اگر تم مہر مقرر کر لینے کے بعد اس (میں کمی بیشی) پر راضی ہو جاؤ، تو تم پر کوئی گناہ نہیں۔ بے شک اللہ خوب جاننے والا، بڑی حکمت والا ہے۔ اور جو شخص آزاد مومن عورتوں سے نکاح کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو ......'' یہاں جن عورتوں سے فائدہ اٹھانے کی بات ہے، ان سے مراد وہ عورتیں ہیں، جن سے دخول ہو چکا ہے۔ نکاح کے بعد عورت سے دخول کرنے والے کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنی بیوی کو حق مہر ادا کرے۔ جس عورت کو دخول سے قبل ہی طلاق ہو جائے اور خاوند اس سے دخول کی صورت میں فائدہ نہ اٹھا پایا ہو، وہ پورے حق مہر کی مستحق نہیں ہوتی، بلکہ اسے نصف مہر دیا جائے گا، جیسا کہ فرمان الٰہی ہے: ﴿وَكَيْفَ تَأْخُذُونَهُ وَقَدْ أَفْضٰى بَعْضُكُمْ إِلٰى بَعْضٍ وَأَخَذْنَ مِنْكُمْ

﴿مِّيْثَاقًا غَلِيظًا﴾ ''اورتم مہر میں سے کیسے واپس لو گے، حالانکہ تم ایک دوسرے سے ملاپ کر چکے ہواوران عورتوں نے تم سے پختہ عہد لیا ہے؟''

اس آیت میں بھی نکاح کے بعد ملاپ کوحق مہر کی ادائیگی کے لزوم کا سبب بتایا گیا ہے۔ وضاحت یوں ہے کہ اس آیت میں ابدی نکاح کو چھوڑ کر مال کے بدلے وقتی نکاح کی تخصیص کی کوئی صورت نہیں، بلکہ ابدی نکاح ہی مکمل حق مہرادا کرنے کا زیادہ حق دار ہے۔ضروری ہے کہ یہ آیت ابدی نکاح پر دلالت کرے۔ یہ دلالت خواہ تخصیص کے انداز سے ہو،خواہ عموم کے انداز سے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کے بعد لونڈیوں کے نکاح کا ذکر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مذکورہ بات مطلق طور پر آزاد عورتوں کے نکاح کے متعلق تھی۔ اگر یہ کہا جائے کہ سلف کے ایک گروہ کی قرأت یوں تھی: ﴿فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ إِلٰى أَجَلٍ مُّسَمًّى﴾ ''تم ان عورتوں میں سے جس سے ایک مقرر وقت تک فائدہ اٹھاؤ۔۔'' تو جواب یہ ہے کہ یہ قرأت متواتر نہیں، بلکہ اس کا زیادہ سے زیادہ رتبہ اخبارِ آحاد کی طرح ہے۔ ہم اس بات کے انکاری نہیں کہ متعہ شروع اسلام میں حلال تھا،لیکن یہاں بات یہ ہے کہ اس پر قرآنِ کریم دلالت کرتا ہے یا نہیں؟ دوسری بات یہ بھی ہوسکتی ہے کہ یہ الفاظ اگر چہ نازل ہوئے تھے، لیکن یہ مشہور قرأت میں ثابت نہیں ہوئے، لہٰذا یہ منسوخ ہیں۔ ان کا نزول اس وقت ہوا ہوگا، جب متعہ ابھی جائز تھا۔ جب متعہ کو حرام قرار دیا

گیا، تو یہ الفاظ منسوخ ہو گئے اور وقتی نکاح میں حق مہر کی ادائیگی کا حکم مطلق (ابدی) نکاح میں مہر کی ادائیگی پر تنبیہ کرنے کے لیے رہ گیا۔ زیادہ سے زیادہ یہی کہا جا سکتا ہے کہ یہ دونوں قرأتیں حق ہیں۔ جب وقتی نکاح، یعنی متعہ حلال تھا، تو حق مہر دینا واجب تھا۔ یہ آغاز اسلام میں جائز تھا، لہٰذا اس آیت میں کوئی ایسی بات نہیں، جس سے یہ معلوم ہو کہ وقتی نکاح، یعنی متعہ اب بھی حلال ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ تمہارے لیے عورتوں سے مقررہ وقت تک متعہ کرنا حلال کر دیا گیا ہے، بلکہ فرمانِ باری تعالیٰ یہ ہے کہ جن عورتوں سے تم نے فائدہ حاصل کیا ہے، ان کو حق مہر ادا کرو۔ عورت سے فائدہ اٹھانا حلال ہونے کی صورت میں ہو یا شبہے کی صورت میں، یہ آیت دونوں طرح کے فائدے کو شامل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سنت رسول اور اجماعِ امت دونوں دلائل سے نکاحِ فاسد میں حق مہر واجب ہے۔ فائدہ حاصل کرنے والا جب اس کام کو حلال سمجھتا ہو، تو اس پر حق مہر واجب ہے۔ رہا حرام متعہ، تو اس آیت میں اس کا کوئی ذکر نہیں۔ اگر وہ کسی عورت سے اس کی رضامندی سے بغیر نکاح کے فائدہ حاصل کرے گا، تو یہ زنا ہوگا۔ اس میں کوئی حق مہر نہیں۔ اگر عورت کو مجبور کیا گیا ہو، تو اس میں اختلاف مشہور ہے۔ یہ جو بات ذکر کی جاتی ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے متعہ سے منع کیا تھا، تو خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے پہلے عورتوں سے متعہ حلال قرار دیا تھا، لیکن بعد میں اسے حرام کر دیا تھا۔ اس بات کو صحیح بخاری و صحیح مسلم وغیرہما میں ثقہ راویوں نے

امام زہری سے اور انہوں نے اس روایت کو محمد بن حنفیہ کے دونوں بیٹوں عبداللہ اور حسن سے بیان کیا ہے۔ وہ دونوں اسے اپنے والد محمد بن حنفیہ سے بیان کرتے ہیں، وہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جب متعہ کو حلال کہا، تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: آپ (اس مسئلہ میں) راہِ حق سے پھسل گئے ہیں، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر والے سال متعہ اور گدھوں کے گوشت کو حرام قرار دے دیا تھا۔ امام زہری سے اس روایت کو امام مالک بن انس، امام سفیان بن عیینہ وغیرہما نے بیان کیا ہے جو کہ ان کے زمانے کے سب سے بڑے علمائے سنت وحفاظِ حدیث اور ائمہ اسلام تھے۔ یہ وہ لوگ ہیں، جن کے علم، عدالت اور حفظ پر مسلمانوں کا اتفاق رہا ہے۔ محدثین کرام کا اس حدیث کے صحیح ہونے اور تلقی بالقبول حاصل کرنے پر اتفاق ہے۔ اہل علم میں سے کسی نے اس میں کوئی طعن نہیں کی۔ اسی طرح صحیح بخاری میں ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ کو فتح مکہ والے سال قیامت تک کے لیے حرام قرار دیا تھا......... یوں اہل سنت والجماعت نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور دیگر خلفائے راشدین کی اس چیز میں پیروی کی ہے جو انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کی ہے، جبکہ شیعہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی اس بات میں مخالفت کی ہے، جو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کی ہے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے مخالف کی بات مانی ہے۔ پھر یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بیوی اور لونڈی کو حلال قرار دیا ہے، جبکہ جس

عورت سے متعہ کیا جائے، وہ نہ بیوی ہے، نہ لونڈی۔ اگر وہ بیوی ہوتی، تو وراثت کی حقدار بنتی، اس پر مرد کی وفات کی وجہ سے عدت لازم ہوتی، نیز تین طلاقیں اس پر واقع ہوتیں، کیونکہ قرآنِ کریم میں بیوی کے یہی احکام ہیں۔ جب متعہ والی عورت میں نکاح کے لوازم موجود نہیں، تو اس سے معلوم ہوا کہ نکاح نہیں ہوا، کیونکہ لازم کے ختم ہونے سے ملزوم بھی ختم ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں بیویوں اور لونڈیوں کو حلال قرار دے کر باقی عورتوں کو حرام کہہ دیا ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ﴾، ﴿إِلَّا عَلٰى أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ﴾، ﴿فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَاءَ ذٰلِكَ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ﴾ ''اہل ایمان اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں، بیویوں اور لونڈیوں سے ایسے تعلقات رکھنے پر ملامت نہیں، لیکن جو لوگ تکمیل خواہش کے لیے کوئی دوسرا رستہ اختیار کریں، وہ باغی ہیں۔'' متعہ کے حرام ہونے کے بعد جس عورت سے متعہ کیا جائے، وہ نہ بیوی ہے، نہ لونڈی، لہٰذا متعہ قرآنِ کریم کی نص سے حرام قرار پا رہا ہے۔ متعہ والی عورت کا لونڈی نہ ہونا، تو واضح ہے، لوازم نکاح نہ ہونے کی وجہ سے وہ بیوی بھی نہیں ہے، کیونکہ وراثت کا باعث بننا، عورت پر عدت کا ثابت ہونا، تین طلاقوں کا واقع ہونا اور دخول سے قبل طلاق کی صورت میں نصف حق مہر کا حق دار ہونا وغیرہ لوازم نکاح

میں سے ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ کبھی بیوی وارث نہیں بھی بنتی، جیسا کہ ذمی عورت اور لونڈی ہے۔ ان سے کہا جائے کہ ان کے نزدیک ذمی عورت سے نکاح جائز ہی نہیں اور لونڈی سے بھی بوقت ضرورت نکاح کیا جا سکتا ہے، لیکن ان کے نزدیک متعہ مطلقاً جائز ہے۔ پھر کہا جائے گا کہ ذمی عورت اور لونڈی سے نکاح وراثت کا حق دار بننے کا سبب ہے، لیکن یہاں ایک رکاوٹ موجود ہے، یعنی غلامی اور کفر، جیسا کہ نسب بھی وراثت کا حق دار بناتا ہے، لیکن جب بیٹا غلام یا کافر ہو، تو رکاوٹ آ جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب باپ کی زندگی میں بیٹا آزاد ہو جائے یا مسلمان ہو جائے، تو وہ باپ کا وارث بنے گا۔ اسی طرح جب ذمی بیوی اپنے خاوند کی زندگی میں مسلمان ہو جائے، تو اس کے وارث بننے پر مسلمانوں کا اتفاق ہے۔ یہ ساری صورت حال متعہ والی عورت سے مختلف ہے، کیونکہ اس کا نکاح (متعہ) وراثت کا سبب نہیں بنتا۔ یہ کسی بھی صورت میں وارث نہیں بن سکتی۔ یہ نکاح اس ولد زنا کی طرح ہے، جو اپنے خاوند کے بستر پر پیدا ہوا ہو۔ ایسا بچہ زانی کو کبھی بھی نہیں مل سکتا۔ وہ بچہ زانی کا ایسا بیٹا نہیں ہوگا، جو اس کا وارث بن سکے۔ اگر یہ کہا جائے کہ کبھی کبھی نسب کے احکام بدل جاتے ہیں، یہی معاملہ نکاح کا ہے ۔۔۔ تو کہا جائے گا کہ اس میں اختلاف ہے اور جمہور اسے تسلیم کرتے ہیں، لیکن اس میں شیعہ کے لیے کوئی دلیل نہیں، کیونکہ متعہ والی عورت سے بیوی ہونے کے تمام لوازمات ختم ہیں۔ اس میں حلال نکاح کی کوئی خصوصیت موجود

نہیں ہوتی۔۔۔۔۔‘‘(منهاج السّنة: ٢/١٥٥)

معلوم ہوا کہ قرآنِ کریم سے نکاحِ متعہ قطعاً ثابت نہیں ہوتا، بلکہ صرف نکاحِ شرعی کا اثبات ہوتا ہے۔

تنبیہ: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے متعہ کے بارے میں پوچھا گیا، تو آپ نے یہ آیت یوں تلاوت کی:

﴿فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ إِلٰى أَجَلٍ مُّسَمًّى﴾

’’جن عورتوں سے تم ایک مقررہ مدت تک فائدہ اٹھاؤ۔‘‘

(تفسير الطّبري: ٩٠٤٦، وسندهٗ صحيحٌ، ٩٠٤٧، وسندهٗ صحيحٌ، ٩٠٤٩، وسندهٗ صحيحٌ، ٩٠٥٠، وسندهٗ صحيحٌ)

پہلے پہل سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما متعہ کے جواز کے قائل تھے، لیکن بعد میں نسخ کا علم ہونے پر انہوں نے رجوع کر لیا تھا۔

ربیع بن سبرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

مَا مَاتَ ابْنُ عَبَّاسٍ حَتّٰى رَجَعَ عَنْ هٰذِهِ الْفُتْيَا .

’’سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے موت سے پہلے اس فتوے سے رجوع کر لیا تھا۔‘‘

(مستخرج أبي عوانة: ٢/٢٧٣، ح: ٢٣٨٤، وسندهٗ صحيحٌ، طبعة جديدة)

فائدہ: جس روایت میں ہے کہ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی بھی یہی قرأت تھی، وہ ثابت نہیں، کیونکہ اس میں سعید بن ابی عروبہ اور ان کے استاذ قتادہ بن دعامہ مدلس ہیں۔ لہٰذا اس بات کی نسبت سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی طرف صحیح نہیں۔

﴿فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ﴾ سے مراد نکاح ہے۔سیدنا سبرہ بن معبد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا:

اسْتَمْتَعُوا مِنْ هٰذِهِ النِّسَاءِ، وَالْاِسْتِمْتَاعُ عِنْدَنَا التَّزْوِيجُ .

''ان عورتوں سے متعہ کریں، یعنی فائدہ اُٹھائیں۔(صحابی کہتے ہیں:) ہمارے نزدیک فائدہ اُٹھانے سے مراد نکاح ہے۔''

(مسند الدّارمي : ٢٢٤١، مسند الحميدي : ٨٧٠، مسند الإمام أحمد : ٤٠٤/٣، وسندهٗ صحيحٌ)

امام حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد نکاح ہے۔

(تفسير الطّبري : ٩٠٣٩)

اگر کوئی کہے کہ اس سے مراد متعہ ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ سیدنا سبرہ الجہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنِّي قَدْ كُنْتُ أَذِنْتُ لَكُمْ فِي الْاِسْتِمْتَاعِ مِنَ النِّسَاءِ، وَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَرَّمَ ذٰلِكَ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، فَمَنْ كَانَ عِنْدَهٗ مِنْهُنَّ شَيْءٌ فَلْيُخَلِّ سَبِيلَهٗ، وَلَا تَأْخُذُوا مِمَّا آتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئًا .

''لوگو! بے شک میں نے تمہیں عورتوں سے متعہ کرنے کی اجازت دی تھی۔اب اللہ تعالیٰ نے قیامت تک اسے حرام کر دیا ہے۔جس کے پاس کوئی ایسی عورت ہو، اسے چھوڑ دے اور آپ انہیں دی ہوئی چیزوں سے

کچھ واپس نہ لیں۔''(صحیح مسلم: ۴۵۱/۱، ح: ۲۱/۱۴۰۶)

مشہور لغوی ابن منظور (۶۳۰۔۷۱۱ھ) لکھتے ہیں:

''زجاج نے ذکر کیا ہے کہ لغت سے جہالت کی بنا پر اس آیت میں ایک قوم نے بہت بڑی غلطی کھائی ہے، وہ اس طرح کہ وہ فرمانِ باری تعالیٰ میں موجود متعۃ النساء سے مراد وہ متعہ لیتے ہیں، جس کے حرام ہونے پر اہل علم کا اجماع ہے۔ اس کا صحیح معنی یہ ہے کہ جو شرط آیت میں مذکور ہے کہ تم اپنے مالوں کے ساتھ پاکدامن عورتوں کو تلاش کرو، یعنی ان سے نکاح کرو، جن عورتوں سے تم نے اس شرط پاکدامنی پر شادی کی ہے، انہیں ان کے حق مہر ادا کرو۔ اگر مرد نے عورت سے دخول کر کے اس سے فائدہ اٹھایا ہوگا، تو پورا مہر ادا کرے گا اور اگر صرف نکاح کا ہی فائدہ اٹھایا ہو، تو پھر نصف حق مہر دے گا۔''(لسان العرب: م ت ع)

علامہ آلوسی حنفی (۱۲۵۲۔۱۳۱۷ھ) لکھتے ہیں:

''یہ آیت متعہ کی حلت پر دلالت نہیں کرتی اور یہ کہنا کہ یہ متعہ کے بارے نازل ہوئی، غلط ہے۔ بعض کی طرف سے یہ تفسیر ناقابل قبول، کیونکہ قرآنِ کریم کا سیاق وسباق اس کا انکار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے محرمات کا ذکر کیا، پھر فرمایا: ﴿وَأُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ أَن تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُمْ﴾ ''ان کے علاوہ جو عورتیں ہیں، وہ تمہارے لیے حلال کر دی گئی ہیں، (شرط یہ ہے) کہ تم اپنے مال (مہر) کے بدلے

انھیں حاصل کرو (ان سے نکاح کرو)۔'' اس آیت میں معنوی طور پر ایک شرط موجود ہے، جو شرمگاہ کی حلت اور اس کو کرائے پر حاصل کرنے کو حرام قرار دیتی ہے، جب کہ شیعہ اس کے قائل ہیں۔ پھر اللہ نے فرمایا: ﴿مُّحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ﴾ ''تمہارا ارادہ پاکدامنی کا ہو، بے حیائی کا نہ ہو۔'' اس میں اشارہ ہے کہ صرف شہوت پوری کرنے۔۔۔کا ارادہ کرنا منع ہے۔ اس قید سے متعہ باطل قرار پاتا ہے، کیونکہ متعہ کرنے والے کا مقصود یہی ہوتا ہے۔ اس کا مقصد گھر بسانا، اولاد کا حاصل کرنا اور نسل وعزت کو محفوظ کرنا نہیں ہوتا۔۔۔ متعہ والی عورت سے پاکدامنی حاصل نہیں ہوتی۔'' (تفسير روح المعاني: ٦/٥)

نکاحِ متعہ اور احادیثِ رسول ﷺ:

نکاحِ متعہ پہلی دفعہ غزوۂ خیبر میں منع ہوا تھا، پھر فتح مکہ کے موقع پر تین دن تک اس کی اجازت دی گئی، پھر قیامت تک کے لیے حرام کر دیا گیا۔

غزوۂ خیبر کے موقع پر ممانعت کی حدیث ملاحظہ فرمائیں:

① سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو بتایا:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُتْعَةِ، وَعَنْ لُّحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ زَمَنَ خَيْبَرَ.

''غزوۂ خیبر کے موقع پر نبی اکرم ﷺ نے نکاحِ متعہ اور گھریلو گدھوں کے گوشت سے منع فرما دیا تھا۔''

(صحيح البخاري : 5115، صحيح مسلم :30/1407)

دوسری روایت میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے الفاظ ہیں:

نَهٰى عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ يَوْمَ خَيْبَرَ، وَعَنْ أَكْلِ لُحُومِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ .

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر کے دن عورتوں سے متعہ کرنے اور گھریلو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرما دیا تھا۔''

(صحيح البخاري : 4216، صحيح مسلم : 1407)

صحیح مسلم (1407/31) میں ہے:

إِنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يُلَيِّنُ فِي مُتْعَةِ النِّسَاءِ، فَقَالَ : مَهْلًا يَا ابْنَ عَبَّاسٍ! فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْهَا يَوْمَ خَيْبَرَ، وَعَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ .

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کو عورتوں سے متعہ کرنے کے بارے میں نرم بات کرتے سنا، تو فرمایا: ابن عباس! اس فتوے سے رُک جائیے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر کے دن نکاحِ متعہ اور گھریلو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرما دیا تھا۔''

صحیح مسلم (1407/32) میں ہے:

نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ يَوْمَ خَيْبَرَ، وَعَنْ أَكْلِ لُحُومِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ .

''رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ خیبر کے دن عورتوں سے متعہ کرنے اور گھریلو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمادیا تھا۔''

حدیثِ علی رضی اللہ عنہ اور علمائے حدیث:

اس حدیث کی صحت کے بارے میں اہل علم کی آرا ملاحظہ فرمائیں:

① امام، ابوجعفر، احمد بن محمد، نحاس (م:338ھ) فرماتے ہیں:

لَا اخْتِلَافَ بَيْنَ الْعُلَمَاءِ فِي صِحَّةِ الْإِسْنَادِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، وَاسْتِقَامَةِ طَرِيقِهٖ بِرِوَايَتِهٖ عَنْ رَّسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْرِيمَ الْمُتْعَةِ .

''اہل علم کا کوئی اختلاف نہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ ﷺ سے متعہ کی حرمت نقل کرنا بہ سند صحیح ثابت ہے۔''

(النّاسخ والمنسوخ، ص: 322)

② حافظ بغوی رحمہ اللہ (م:516ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ مُّتَّفَقٌ عَلٰى صِحَّتِهٖ .

''یہ حدیث بالاتفاق صحیح ہے۔'' (شرح السنّة: 99/9، ح: 2292)

③ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (597ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّهٗ مُتَّفَقٌ عَلٰى صِحَّتِهٖ .

''اہل علم کا اس کے صحیح ہونے پر اتفاق ہے۔''

(إعلام العالم بعد رسوخه بناسخ الحديث ومنسوخه، ص: 343)

④ حافظ عراقی رحمہ اللہ (725-806ھ) فرماتے ہیں:

هُوَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

''اس کی صحت پر اتفاق ہے۔'' (شرح التبصرة والتذكرة : 66/2)

⑤ حافظ سخاوی رحمہ اللہ (558-643ھ) فرماتے ہیں:

هُوَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

''یہ حدیث متفق علیہ ہے۔'' (فتح المغيث : 350/3)

⑥ امام بخاری رحمہ اللہ (194-256ھ) فرماتے ہیں:

بَيَّنَهُ عَلِيٌّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ مَنْسُوخٌ .

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے واضح کر دیا کہ متعہ منسوخ ہے۔''

(صحيح البخاري، تحت الحديث : 5119)

ایک شبہ اور اس کا ازالہ:

اس حدیث میں یومِ خیبر کے الفاظ سے معلوم ہوا کہ متعہ غزوۂ خیبر کے موقع پر حرام ہوا۔ امام زہری رحمہ اللہ کے تمام شاگرد یومِ خیبر کے الفاظ بیان کرنے میں متفق ہیں۔ لہٰذا یہ کہنا درست نہیں کہ اس حدیث میں یومِ خیبر کے الفاظ راوی کا وہم ہیں۔

اس کی تائید سالم بن عبداللہ رحمہ اللہ کی روایت سے بھی ہوتی ہے، کہتے ہیں:

إِنَّ رَجُلًا سَأَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ عَنِ الْمُتْعَةِ، فَقَالَ : حَرَامٌ، قَالَ : فَإِنَّ فُلَانًا يَقُولُ فِيهَا، فَقَالَ : وَاللّٰهِ! لَقَدْ عُلِمَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّمَهَا يَوْمَ خَيْبَرَ، وَمَا كُنَّا مُسَافِحِينَ .

''ایک آدمی نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے متعہ کے بارے میں پوچھا، تو انہوں نے فرمایا: یہ حرام ہے۔ اس نے کہا: فلاں شخص اس کے جواز کا قائل ہے، تو فرمایا: اللہ کی قسم! معلوم ہے کہ خیبر کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حرام قرار دے دیا تھا، تب ہم شہوت پرست تو نہیں تھے۔''

(المؤطّأ لابن وهب : 249، صحيح أبي عوانة : 29/3، شرح معاني الآثار للطّحاوي : 25/3، السّنن الكبرٰى للبيهقي : 207/7، وسندهٗ صحيحٌ)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''قوی'' قرار دیا ہے۔

(التّلخيص الحبير : 155/3)

تنبیہ: علامہ ابن قیم الجوزیہ رحمہ اللہ (691-751ھ) لکھتے ہیں:

''سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ خیبر کے زمانہ میں متعہ حرام ہو، کیونکہ خیبر میں ساری کی ساری عورتیں یہودی تھیں، ان سے متعہ ممکن نہیں تھا، اس لیے کہ اس وقت اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح جائز ہی نہیں تھا، تو ان سے متعہ کیسے صحیح تھا؟ اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح سورت مائدہ کی آیت ﴿اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ﴾ ''آج تمہارے لیے (اہل کتاب کی) پاک دامن عورتوں سے نکاح جائز ہے۔'' کے نزول کے بعد جائز ہوا۔ یہ سورت بالکل آخری سورتوں میں سے ہے۔'' (زاد المَعاد : 460/3)

اس کے جواب میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ يَقَعْ فِي الْحَدِيثِ التَّصْرِيحُ بِأَنَّهُمُ اسْتَمْتَعُوا فِي خَيْبَرَ، وَإِنَّمَا فِيهِ مُجَرَّدُ النَّهْيِ، فَيُؤْخَذُ مِنْهُ أَنَّ التَّمَتُّعَ مِنَ النِّسَاءِ

كَانَ حَلَالًا .

’’حدیث میں یہ صراحت تو نہیں ملتی کہ صحابہ کرام نے غزوۂ خیبر کے موقع پر فی الواقع متعہ کیا تھا۔اس حدیث میں تو صرف ممانعت کا ذکر ہے اور اس سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس دور میں متعہ حلال تھا۔‘‘

(فتح الباري شرح صحيح البخاري : 171/9)

نیز فرماتے ہیں:

يُمْكِنُ أَنْ يُجَابَ بِأَنَّ يَهُودَ خَيْبَرَ كَانُوا يُصَاهِرُونَ الْأَوْسَ وَالْخَزْرَجَ قَبْلَ الْإِسْلَامِ، فَيَجُوزُ أَنْ يَكُونَ هُنَاكَ مِنْ نِسَائِهِمْ مَنْ وَقَعَ التَّمَتُّعُ بِهِنَّ، فَلَا يَنْهَضُ الْاِسْتِدْلَالُ بِمَا قَالَ .

’’اس کا یہ جواب بھی ہو سکتا ہے کہ خیبر کے یہود اسلام سے پہلے اوس وخزرج کے سسرالی رشتہ دار تھے۔ممکن ہے کہ ان کی عورتوں سے متعہ ہوا ہو، لہٰذا ابن قیم رحمہ اللہ کے بیان کردہ احتمال سے استدلال درست نہیں۔‘‘

(فتح الباري شرح صحيح البخاري : 170/9)

تنبیہ:سنن نسائی کی ایک روایت (3369) میں یوم خیبر کے بجائے یوم حنین کے الفاظ ہیں۔

یوم حنین کے الفاظ وہم پر مبنی ہیں،انہیں بیان کرنے میں عبدالوہاب ثقفی منفرد ہے۔باقی سارے راوی یوم خیبر ہی بیان کرتے ہیں۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلظَّاهِرُ أَنَّهٗ تَصْحِيفٌ مِّنْ خَيْبَرَ .

''ظاہر ہے کہ یہ لفظ خیبر کی تصحیف (لکھنے میں غلطی) ہے۔''

(التّلخیص الحبیر : 155/3)

اب فتح مکہ کے موقع پر ہونے والی ابدی حرمت ملاحظہ فرمائیں :

② سبرہ بن معبد جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنِّي قَدْ كُنْتُ أَذِنْتُ لَكُمْ فِي الْاِسْتِمْتَاعِ مِنَ النِّسَاءِ، وَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَرَّمَ ذٰلِكَ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، فَمَنْ كَانَ عِنْدَهٗ مِنْهُنَّ شَيْءٌ فَلْيُخَلِّ سَبِيلَهٗ، وَلَا تَأْخُذُوا مِمَّا آتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئًا .

''لوگو! میں نے آپ کو عورتوں سے متعہ کی اجازت دی تھی، لیکن اب اللہ تعالیٰ نے اسے قیامت تک کے لیے حرام کر دیا ہے۔ لہٰذا جس کے پاس نکاحِ متعہ والی کوئی عورت ہو، وہ اسے چھوڑ دے اور جو آپ نے انہیں دے دیا، اس میں سے کچھ واپس نہ لیں۔'' (صحیح مسلم : 21/1406)

صحیح مسلم (1406) میں یہ الفاظ بھی ہیں :

رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمًا بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْبَابِ، وَهُوَ يَقُولُ ....

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ حجر اسود اور دروازے کے درمیان کھڑے ہوئے یہ فرما رہے تھے......۔''

صحیح مسلم (22/1406) میں ہے:

أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمُتْعَةِ عَامَ الْفَتْحِ، حِينَ دَخَلْنَا مَكَّةَ، ثُمَّ لَمْ نَخْرُجْ مِنْهَا حَتّٰى نَهَانَا عَنْهَا .

''رسولِ اکرم ﷺ نے ہمیں فتح مکہ والے سال مکہ میں داخل ہوتے ہوئے متعہ کی اجازت دی، پھر ہم نکلے نہیں تھے کہ آپ ﷺ نے ہمیں اس سے منع فرمادیا۔''

صحیح مسلم (25/1406) کی روایت ہے:

نَهٰى يَوْمَ الْفَتْحِ عَنْ مُّتْعَةِ النِّسَاءِ .

''آپ ﷺ نے فتح مکہ کے دن ہمیں متعہ کرنے سے منع فرمادیا۔''

ایک روایت میں بیان ہے:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُتْعَةِ، وَقَالَ : أَلَا إِنَّهَا حَرَامٌ مِّنْ يَّوْمِكُمْ هٰذَا إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ كَانَ أَعْطٰى شَيْئًا فَلَا يَأْخُذْهُ .

''بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے متعہ سے منع کیا اور فرمایا: خبردار! آج سے یہ قیامت تک کے لیے حرام ہوگیا ہے۔ جس نے (کسی عورت کو متعہ کے عوض) کوئی چیز دی ہو، وہ واپس نہ لے۔'' (صحیح مسلم : 28/1406)

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ غزوۂ خیبر کے موقع پر نکاحِ متعہ حرام کیا گیا، پھر بہت ہی محدود عرصہ، تقریباً تین دن کے لیے فتح مکہ کے موقع پر اس کی اجازت دی

گئی اوراس کے بعد فتح مکہ والے دن اسے قیامت تک کے لیے حرام کر دیا گیا۔

حرمت متعہ سے متعلق دیگر روایات کا جائزہ:

حرمت متعہ اور غزوۂ اوطاس:

سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رَخَّصَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ أَوْطَاسٍ فِي الْمُتْعَةِ ثَلَاثًا، ثُمَّ نَهٰى عَنْهَا .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوطاس والے سال متعہ کی تین دن اجازت دی، پھر اس سے منع فرما دیا۔''(صحيح مسلم : 18/1405)

بظاہر ان احادیث میں قیامت تک متعہ حرام ہونے کا موقع الگ الگ معلوم ہوتا ہے، لیکن حقیقت میں ایک ہی ہے۔

حافظ بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عَامُ أَوْطَاسٍ وَّعَامُ الْفَتْحِ وَاحِدٌ، فَأَوْطَاسٌ وَّإِنْ كَانَتْ بَعْدَ الْفَتْحِ، فَكَانَتْ فِي عَامِ الْفَتْحِ بَعْدَهٗ بِيَسِيرٍ، فَمَا نَهٰى عَنْهُ؛ لَا فَرْقَ بَيْنَ أَنْ يُّنْسَبَ إِلٰى عَامِ أَحَدِهِمَا أَوْ إِلَى الْآخَرِ، وَفِي رِوَايَةِ سَبْرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ مَّا دَلَّ عَلٰى أَنَّ الْإِذْنَ فِيهِ كَانَ ثَلَاثًا، ثُمَّ وَقَعَ التَّحْرِيمُ، كَمَا هُوَ فِي رِوَايَةِ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ، فَرِوَايَتُهُمَا تَرْجِعُ إِلٰى وَقْتٍ وَّاحِدٍ، ثُمَّ إِنْ كَانَ

الْإِذْنُ فِي رِوَايَةِ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ بَعْدَ الْفَتْحِ فِي غَزْوَةِ أَوْطَاسٍ، فَقَدْ نُقِلَ نَهْيُهُ عَنْهَا بَعْدَ الْإِذْنِ فِيهَا، وَلَمْ يَثْبُتِ الْإِذْنُ فِيهَا بَعْدَ غَزْوَةِ أَوْطَاسٍ، فَبَقِيَ تَحْرِيمُهَا إِلَى الْأَبَدِ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

''غزوۂ اوطاس اور فتح مکہ کا سال ایک ہی ہے۔اوطاس کا واقعہ اگرچہ بعد میں وقوع پذیر ہوا،لیکن یہ اسی سال فتح مکہ کے کچھ ہی عرصہ بعد ہوا تھا۔لہٰذا اس ممانعت کو غزوۂ اوطاس کے سال کی طرف منسوب کرلیں یا فتح مکہ کے سال کی طرف،کوئی فرق نہیں پڑتا۔سیدنا سبرہ بن معبد رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت تین دن تک متعہ کی اجازت دی گئی تھی، پھر حرمت نازل ہوگئی۔ یہی بات سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی روایت میں بیان ہوئی ہے۔یوں دونوں روایات ایک ہی وقت بتا رہی ہیں۔اگر سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی روایت میں واقعہ فتح مکہ کے بعد غزوۂ اوطاس ہی میں متعہ کی اجازت بیان ہوئی ہو،تو بھی اس اجازت کے بعد متعہ سے ممانعت مروی ہے اور اس کے بعد اس کی اجازت بالکل مروی نہیں،لہٰذا یوں بھی متعہ کی ابدی حرمت باقی ہے۔''

(السّنن الکبریٰ : 204/7)

یعنی فتح مکہ اور غزوۂ اوطاس ایک ہی سال میں ہوئے،لہٰذا کسی نے اسے فتح مکہ کی طرف منسوب کیا اور کسی نے غزوۂ اوطاس کی طرف۔ یہ واقعہ ایک ہی ہے اور

دراصل فتح مکہ کے موقع پر ہی متعہ کی ابدی حرمت کا اعلان فرما دیا گیا تھا۔

ایک اشکال کا ازالہ:

یہاں کسی کے ذہن میں یہ سوال بھی پیدا ہو سکتا ہے کہ جب متعہ غزوۂ خیبر میں حرام ہونے کے بعد فتح مکہ کے موقع پر تین دن کے لیے دوبارہ جائز ہوا تھا اور پھر ابدی طور پر حرام ہوا تھا، تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو چاہیے تھا کہ وہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کو متعہ کے حوالے سے فتح مکہ والی حرمت ہی ذکر کرتے، نہ کہ غزوۂ خیبر والی، جو بعد میں منسوخ بھی ہو گئی تھی؟

اس کا جواب دیتے ہوئے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِمَّا أَنْ يَّكُونَ الْإِذْنُ الَّذِي وَقَعَ عَامَ الْفَتْحِ لَمْ يَبْلُغْ عَلِيًّا، لِقِصَرِ مُدَّةِ الْإِذْنِ، وَهُوَ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ.

''ایک وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر جو اجازت دی گئی تھی، وہ بہت مختصر عرصہ، یعنی صرف تین دن کے لیے دی گئی تھی، اس لیے ممکن ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو یہ اطلاع نہ پہنچ سکی ہو۔''

(فتح الباري: 171/9)

نیز فرماتے ہیں:

يُمْكِنُ الِانْفِصَالُ عَنْ ذٰلِكَ بِأَنَّ عَلِيًّا لَّمْ تَبْلُغْهُ الرُّخْصَةُ فِيهَا يَوْمَ الْفَتْحِ، لِوُقُوعِ النَّهْيِ عَنْهَا عَنْ قُرْبٍ.

''اس اشکال کا ازالہ یوں بھی ممکن ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو فتح مکہ کے دن متعہ کے بارے میں اجازت معلوم نہ ہو سکی، کیونکہ فوراً ہی تو دوبارہ متعہ

سے منع فرما دیا گیا تھا۔‘‘(فتح الباري : 169/9)

متعہ کی حرمت اور حجۃ الوداع:

گزشتہ صفحات میں یہ بات ثابت کی جا چکی ہے کہ نکاحِ متعہ کی حرمت ایک بار غزوۂ خیبر کے موقع پر ہوئی، پھر فتح مکہ کے سال تین دن کے لیے اس کی رخصت دی گئی، پھر رسول اللہ ﷺ نے قیامت تک کے لیے اسے حرام فرما دیا۔ اس کے برعکس چند روایات میں حجۃ الوداع کا تذکرہ ملتا ہے، تحقیق ملاحظہ فرمائیں:

❁ سیدنا سبرہ بن معبد رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ، يَنْهٰى عَنْ نِّكَاحِ الْمُتْعَةِ .

’’میں نے رسول اللہ ﷺ کو حجۃ الوداع کے موقع پر نکاحِ متعہ سے منع فرماتے ہوئے سنا۔‘‘

(مسند الإمام أحمد : 404/3، سنن أبي داوٗد : 2072)

روایت ’’شاذ‘‘(ضعیف) ہے۔ اسماعیل بن امیہ نے اسے بیان کرنے میں امام زہری رحمہ اللہ کے شاگردوں کی ایک بڑی جماعت، جن میں معمر بن راشد، صالح بن کیسان، سفیان بن عیینہ، عمرو بن حارث شامل ہیں، کی مخالفت کی ہے۔

حافظ بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رِوَايَةُ الْجَمَاعَةِ أَوْلٰى .

’’امام زہری رحمہ اللہ کے زیادہ شاگردوں کی روایت راجح ہے۔‘‘

(السّنن الكبرٰى : 204/7)

پھر اس روایت میں صرف متعہ سے ممانعت کا ذکر ہے، متعہ کی اجازت کا نہیں، لہٰذا اگر اس روایت کو صحیح بھی مان لیا جائے، تو اس کا معنی یہ ہے کہ آپ ﷺ نے متعہ کی ابدی حرمت کا اعلان تو فتح مکہ والے سال ہی فرما دیا تھا، البتہ مزید تاکید اور زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچانے کے لیے حجۃ الوداع کے موقع پر بھی اعلان فرما دیا۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَعَلَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَادَ إِعَادَةَ النَّهْيِ لِيَشِيعَ وَيَسْمَعَهٗ مَنْ لَّمْ يَسْمَعْهُ قَبْلَ ذٰلِكَ .

''شاید آپ ﷺ نے ممانعت کا اعلان دوبارہ اس لیے کر دیا ہو کہ یہ خوب نشر ہو جائے اور جو پہلے نہیں سن پایا تھا، اب سن لے۔''

(فتح الباري شرح صحيح البخاري : 170/9)

❁ سنن ابن ماجہ (1692) وغیرہ میں ربیع بن سبرہ سے بیان کرتے ہوئے عبد العزیز بن عمر نے بھی حجۃ الوداع کے ''شاذ'' الفاظ بیان کیے ہیں۔

حافظ بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَذٰلِكَ رَوَاهُ جَمَاعَةٌ مِّنَ الْأَكَابِرِ؛ ابْنُ جُرَيْجٍ وَّالثَّوْرِيُّ وَغَيْرُهُمَا، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عُمَرَ، وَهُوَ وَهْمٌ، فَرِوَايَةُ الْجُمْهُورِ عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ سَبْرَةَ أَنَّ ذٰلِكَ كَانَ زَمَنَ الْفَتْحِ .

''اسی طرح اکابر محدثین کی ایک جماعت، مثلاً ابن جریج اور سفیان ثوری

وغیرہما نے عبدالعزیز بن عمر سے حجۃ الوداع کے الفاظ نقل کیے ہیں، لیکن یہ (عبدالعزیز بن عمر کا) وہم ہے۔ زیادہ راویوں نے ربیع بن سبرہ سے یہی بیان کیا ہے کہ متعہ کی حرمت فتح مکہ کے موقع پر ہوئی تھی۔''

(السّنن الكبرٰى : 207/7)

ثابت ہوا کہ صحیح مسلم وغیرہ کے الفاظ ہی صحیح ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ والے سال متعہ سے منع فرمایا تھا۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَمَّا حَجَّةُ الْوَدَاعِ؛ فَهُوَ اخْتِلَافٌ عَلَى الرَّبِيعِ بْنِ سَبْرَةَ، وَالرِّوَايَةُ عَنْهُ بِأَنَّهَا فِي الْفَتْحِ أَصَحُّ وَأَشْهَرُ.

''رہا (متعہ کی حرمت کے سلسلے میں) حجۃ الوداع (کا ذکر)، تو اسے ربیع بن سبرہ سے بیان کرنے میں کسی سے اختلاف ہوا ہے۔ ان سے صحیح اور مشہورترین روایت یہی ہے کہ متعہ کی حرمت فتح مکہ کے موقع پر ہوئی۔''

(فتح الباري شرح صحيح البخاري : 170/9)

یاد رہے کہ طیوریات (740/2) والی روایت امام زہری رحمہ اللہ کی ''تدلیس'' کی وجہ سے ''ضعیف'' ہے۔

حرمت متعہ اور غزوۂ تبوک:

❀ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ

تَبُوكَ، فَنَزَلْنَا ثَنِيَّةَ الْوَدَاعِ، فَرَآى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَصَابِيحَ، وَرَآى نِسَاءً يَّبْكِينَ، فَقَالَ : مَا هٰذَا؟، فَقِيلَ : نِسَاءٌ تُمُتِّعَ مِنْهُنَّ يَبْكِينَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : حَرَّمَ، أَوْ قَالَ : هَدَمَ الْمُتْعَةَ النِّكَاحُ، وَالطَّلَاقُ، وَالْعِدَّةُ، وَالْمِيرَاثُ .

''ہم رسول اللہ ﷺ کی رفاقت میں غزوۂ تبوک کے لیے نکلے۔ دورانِ سفر ہم ثنیۃ الوداع کے مقام پر ٹھہرے۔ آپ ﷺ نے چراغوں کو جلتے اور عورتوں کو روتے دیکھا، تو فرمایا: یہ کیا ہے؟ عرض کیا گیا: یہ وہ عورتیں ہیں جن سے متعہ کیا گیا تھا، وہ رو رہی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نکاح، طلاق، عدت اور وراثت نے متعہ کو حرام کر دیا ہے۔''

(مسند أبي يعلٰی : 6625، سنن الدّارقطني : 259/3، شرح معاني الآثار للطّحاوي : 26/3، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (4149) نے ''صحیح'' کہا ہے، جبکہ حافظ ابن قطان فاسی رحمہ اللہ (بيان الوهم والإيهام الواقعين في كتاب الأحكام : 84/5) اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (التّلخيص الحبير : 154/3، ح : 1500) نے سند کو ''حسن'' کہا ہے۔

مؤمل بن اسماعیل جمہور محدثین کے نزدیک ''ثقہ، حسن الحدیث'' ہے۔

اس حدیث سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ متعہ کی حرمت غزوۂ تبوک کے موقع پر ہوئی، بلکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے متعہ کی حرمت نازل ہو چکی تھی، رسول

اللہ ﷺ نے اس موقع پر اس کو دوبارہ بیان فرما دیا۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَأَمَّا قِصَّةُ تَبُوكُ؛ فَلَيْسَ فِي حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ التَّصْرِيحُ بِأَنَّهُمُ اسْتَمْتَعُوا مِنْهُنَّ فِي تِلْكَ الْحَالَةِ، فَيَحْتَمِلُ أَنْ يَّكُونَ ذٰلِكَ وَقَعَ قَدِيمًا، ثُمَّ وَقَعَ التَّوْدِيعُ مِنْهُنَّ حِينَئِذٍ وَّالنَّهْيُ، أَوْ كَانَ النَّهْيُ وَقَعَ قَدِيمًا، فَلَمْ يَبْلُغْ بَعْضَهُمْ فَاسْتَمَرَّ عَلَى الرُّخْصَةِ .

''غزوۂ تبوک کے بارے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ تصریح نہیں کہ صحابہ کرام نے اس موقع پر متعہ کیا۔ ممکن ہے کہ متعہ تو پہلے ہی ہوا ہو، لیکن عورتوں سے جدائی اس وقت ہوئی ہو اور اسی وقت یہ ممانعت بھی بیان ہوگئی ہو۔ یا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ممانعت پہلے سے ہوگئی ہو، لیکن بعض صحابہ کو اس کا علم نہ ہوا ہو اور وہ اس رخصت پر عمل کرتے رہے ہوں۔''

(فتح الباري شرح صحيح البخاري : 170/9)

❀ سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى غَزْوَةِ تَبُوكَ، حَتّٰى إِذَا كُنَّا عِنْدَ الْعَقَبَةِ مِمَّا يَلِي الشَّامَ، جَائَتْ نِسْوَةٌ، فَذَكَرْنَا تَمَتُّعَنَا، وَهُنَّ يَجُلْنَ فِي رِحَالِنَا، أَوْ قَالَ : يَطُفْنَ فِي رِحَالِنَا، فَجَائَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَنَظَرَ إِلَيْهِنَّ، فَقَالَ : مَنْ هٰؤُلَاءِ النِّسْوَةُ؟، فَقُلْنَا : يَا رَسُولَ اللّٰهِ!

نِسْوَةٌ تَمَتَّعْنَا مِنْهُنَّ، فَغَضِبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَتَّى احْمَرَّتْ وَجَنَتَاهُ، وَتَمَعَّرَ لَوْنُهُ، وَاشْتَدَّ غَضَبُهُ، فَقَامَ فِينَا، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ، ثُمَّ نَهٰى عَنِ الْمُتْعَةِ، فَتَوَادَعْنَا يَوْمَئِذٍ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ، وَلَمْ نَعُدْ، وَلَا نَعُودُ لَهَا أَبَدًا، فَبِهَا سُمِّيَتْ يَوْمَئِذٍ ثَنِيَّةُ الْوَدَاعِ.

''ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں غزوۂ تبوک کے لیے نکلے۔ جب ہم شام کی طرف عقبہ کے قریب پہنچے، تو کچھ عورتیں آئیں۔ ہم نے ان سے متعہ کا معاہدہ کر لیا، وہ ہمارے خیموں میں گھوم پھر رہی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ عورتوں کو دیکھ کر آپ ﷺ نے استفسار فرمایا کہ یہ کون ہیں؟ ہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول! یہ وہ عورتیں ہیں، جن سے ہم نے متعہ کیا ہے۔ آپ ﷺ غصے میں آ گئے، حتی کہ رخسار مبارک سرخ ہو گئے اور چہرۂ مبارک کا رنگ متغیر ہو گیا اور غصہ شدت اختیار کر گیا۔ آپ ﷺ خطبے کے لیے کھڑے ہوئے، اللہ کی حمد و ثنا بیان کی، پھر ہمیں متعہ سے منع فرما دیا۔ ہم مردوں اور عورتوں نے اسی وقت جدائی اختیار کر لی۔ دوبارہ کبھی ایسا نہیں کیا، نہ اب کبھی کریں گے۔ اسی بنا پر اس جگہ کا نام ثنیۃ الوداع (جدائی کی گھاٹی) پڑ گیا۔''

(الاعتبار في الناسخ والمنسوخ، ص: 178، نصب الراية للزيلعي: 3/179)

روایت باطل (جھوٹی) ہے۔

① عباد بن کثیر ''متروک'' ہے۔

② عبداللہ بن محمد بن عقیل جمہور محدثین کے نزدیک ''ضعیف'' ہے۔

حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعِيفٌ عِنْدَ الْأَكْثَرِينَ . ''جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔''

(المجموع شرح المهذّب :1/155)

علامہ مناوی رحمہ اللہ حافظ ابوالفتح یعمری سے نقل کرتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْأَكْثَرُ لِسُوءِ حِفْظِهِ .

''حافظہ کی خرابی کے سبب جمہور محدثین نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(فيض القدير : 5/527)

متعہ اور عمرۃ القضا:

امام معمر رحمہ اللہ اور امام حسن بصری رحمہ اللہ سے منسوب ہے:

مَا حَلَّتِ الْمُتْعَةُ قَطُّ، إِلَّا ثَلَاثًا فِي عُمْرَةِ الْقَضَاءِ، مَا حَلَّتْ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا .

''متعہ صرف عمرۃ القضا کے دوران تین دن حلال ہوا تھا، اس سے پہلے یا بعد کبھی حلال نہیں ہوا۔''

(مصنّف عبد الرزّاق : 7/503، 504، ح : 14040)

یہ قول امام عبدالرزاق رحمہ اللہ کی ''تدلیس'' کی وجہ سے ''ضعیف'' ہے۔

کیا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے متعہ کو حرام کیا تھا؟

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اسلام میں متعہ حلال ہی تھا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں اس کو حرام قرار دیا تھا۔ ان کے دلائل کا جائزہ ملاحظہ فرمائیں:

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنَّا نَسْتَمْتِعُ بِالْقَبْضَةِ مِنَ التَّمْرِ وَالدَّقِيقِ، الْأَيَّامَ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبِي بَكْرٍ، حَتّٰى نَهٰى عَنْهُ عُمَرُ، فِي شَأْنِ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ.

''ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دور میں کھجوروں اور آٹے کی ایک مٹھی کے عوض متعہ کیا کرتے تھے، حتی کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عمرو بن حریث کے معاملے میں ہمیں اس سے منع فرمادیا۔''

(صحیح مسلم: 16/1405)

اس حدیث سے اتنا ثابت ہوتا ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں متعہ سے روکا، یہ نہیں کہ انہوں نے خود اسے حرام کیا۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے متعہ کی حرمت معلوم نہیں ہوسکی تھی، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بتانے پر معلوم ہوگئی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے دورِ خلافت میں متعہ سے روکا، تو بتایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حرام کردیا تھا۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

لَمَّا وَلِيَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَذِنَ لَنَا فِي الْمُتْعَةِ ثَلَاثًا، ثُمَّ حَرَّمَهَا، وَاللّٰهِ لَا أَعْلَمُ أَحَدًا يَتَمَتَّعُ وَهُوَ مُحْصَنٌ إِلَّا رَجَمْتُهُ بِالْحِجَارَةِ، إِلَّا أَنْ يَأْتِيَنِي بِأَرْبَعَةٍ يَشْهَدُونَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ أَحَلَّهَا بَعْدَ إِذْ حَرَّمَهَا.

''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جب خلیفہ منتخب ہوئے، تو آپ نے خطبہ دیا: لوگو! بلاشبہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تین دفعہ متعہ کی اجازت دی تھی، پھر اسے حرام کر دیا تھا۔ اللہ کی قسم! مجھے جس شادی شدہ کے بارے متعہ کرنے کا علم ہوا، اسے ضرور رجم کر دوں گا۔ ہاں اگر وہ چار گواہ پیش کر دے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حرام کرنے کے بعد حلال کر دیا تھا، تو چھوڑ دوں گا۔''

(سنن ابن ماجه : 1963، مسند البزّار : 183، وسندهٗ حسنٌ)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ثَبَتَ نَهْيُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهَا فِي حَدِيثِ الرَّبِيعِ بْنِ سَبْرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ عَنْ أَبِيهِ، بَعْدَ الْإِذْنِ فِيهِ، وَلَمْ نَجِدْ عَنْهُ الْإِذْنَ فِيهِ بَعْدَ النَّهْيِ عَنْهُ، فَنَهْيُ عُمَرَ مُوَافِقٌ لِنَهْيِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قُلْتُ: وَتَمَامُهٗ أَنْ يُّقَالَ لَعَلَّ جَابِرًا وَّمَنْ نُقِلَ عَنْهُ اسْتِمْرَارُهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ بَعْدَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى أَنْ نَّهٰى عَنْهَا عُمَرُ لَمْ يَبْلُغْهُمُ النَّهْيُ،

وَمِمَّا يُسْتَفَادُ أَيْضًا أَنَّ عُمَرَ لَمْ يَنْهَ عَنْهَا اجْتِهَادًا، وَإِنَّمَا نَهٰى عَنْهَا مُسْتَنِدًا إِلٰى نَهْيِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَدْ وَقَعَ التَّصْرِيحُ عَنهُ بِذٰلِكَ فِيمَا أَخْرَجَهُ ابْنُ مَاجَهْ مِنْ طَرِيقِ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَفْصٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ : لَمَّا وَلِيَ عُمَرُ خَطَبَ، فَقَالَ : إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذِنَ لَنَا فِي الْمُتْعَةِ ثَلَاثًا، ثُمَّ حَرَّمَهَا .

''رسول اللہ ﷺ کا متعہ کی اجازت دینے کے بعد اس سے منع کرنا سیدنا سبرہ بن معبد رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ثابت ہے، جبکہ ممانعت کے بعد اس کی اجازت ثابت نہیں۔ چنانچہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا متعہ سے منع کرنا رسول اللہ ﷺ کی ممانعت کی موافقت میں تھا۔ یہ بات تب سمجھ میں آتی ہے کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ اور ان لوگوں کو، جو رسول اللہ ﷺ کے بعد متعہ کرتے رہے اور انہیں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے روکا، ان لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کے منع کرنے کا علم نہیں ہوا تھا۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے متعہ سے روکنے کا عمل اپنے اجتہاد سے نہیں کیا تھا، بلکہ اس ممانعت کی دلیل انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے منع کرنے کو ہی بنایا تھا۔ اس کی صراحت سنن ابن ماجہ کی اس روایت میں ہے، جو سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے، تو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں (فتح مکہ کے موقع پر) تین دن متعہ کی

اجازت دی تھی، پھر اس سے (ہمیشہ کے لیے) منع فرما دیا۔''

(فتح الباري شرح صحيح البخاري : 172/9)

نیز یہ حدیث اس بات کی بھی دلیل ہے کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کے نزدیک بھی متعہ شریعت اسلامیہ میں منسوخ اور حرام تھا، اسی لیے تو وہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بتانے پر اس کے قائل ہو گئے، ورنہ جس چیز کی رخصت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہو، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اسے کیسے حرام کر سکتے ہیں اور ان کے کہنے پر دوسرے صحابہ اس سے کیونکر رک سکتے ہیں؟

امام طحاوی رحمہ اللہ (238-321ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا قَوْلُ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : كُنَّا نَتَمَتَّعُ حَتّٰى نَهَانَا عَنْهَا عُمَرُ، فَقَدْ يَجُوزُ أَنْ يَّكُونَ لَمْ يَعْلَمْ بِتَحْرِيمِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاهَا، حَتّٰى عَلِمَهٗ مِنْ قَوْلِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَفِي تَرْكِهٖ مَا قَدْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَاحَهٗ لَهُمْ، دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّ الْحُجَّةَ قَدْ قَامَتْ عِنْدَهٗ عَلٰى نَسْخِ ذٰلِكَ وَتَحْرِيمِهٖ .

''رہا سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کا یہ قول کہ ہم متعہ کرتے رہے، حتی کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیں اس سے روک دیا، تو ممکن ہے کہ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا متعہ سے روکنا معلوم نہ ہوا ہو اور اس ممانعت کا علم سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے روکنے سے ہی ہوا ہو۔ پھر جابر رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شروع میں مباح کردہ عمل سے رک جانا دلیل ہے کہ ان کے نزدیک اس کا منسوخ اور حرام ہونا (رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے) ثابت ہو چکا تھا۔'' (شرح معاني الآثار : 26/3)

متعہ اور علمائے امت:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور متعہ:

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ أَنْ يَّنْكِحَ امْرَأَةً إِلَّا نِكَاحَ الْإِسْلَامِ، يُمْهِرُهَا، وَيَرِثُهَا وَتَرِثُهُ، وَلَا يُقَاضِيهَا عَلٰى أَجَلٍ مَّعْلُومٍ، إِنَّهَا امْرَأَتُهُ، فَإِنْ مَّاتَ أَحَدُهُمَا لَمْ يَتَوَارَثَا .

''کسی مرد کے لیے جائز نہیں کہ کسی عورت سے اسلام کے نکاح کے علاوہ کوئی اور نکاح کرے۔ مرد عورت کو حق مہر دے گا اور بیوی (کے فوت ہونے پر اس) کا وارث بنے گا، (اور اس کے فوت ہونے پر) بیوی اس کی وارث بنے گی۔ کوئی مرد عورت سے معین مدت تک نکاح نہ کرے کہ وہ اس کی بیوی تو ہو، لیکن اگر وہ فوت ہو جائے، ان میں سے ایک کے مرنے پر دوسرا وارث نہ بن سکے۔''

(السّنن الكبرٰى للبيهقي : 207/7، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ عروہ بن زبیر تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ قَامَ بِمَكَّةَ، فَقَالَ : إِنَّ نَاسًا أَعْمَى اللّٰهُ قُلُوبَهُمْ، كَمَا أَعْمٰى أَبْصَارَهُمْ، يُفْتُونَ بِالْمُتْعَةِ، يُعَرِّضُ بِرَجُلٍ، فَنَادَاهُ، فَقَالَ : إِنَّكَ لَجِلْفٌ جَافٍ، فَلَعَمْرِي، لَقَدْ

كَانَتِ الْمُتْعَةُ تُفْعَلُ عَلٰى عَهْدِ إِمَامِ الْمُتَّقِينَ، يُرِيدُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهُ ابْنُ الزُّبَيْرِ : فَجَرِّبْ بِنَفْسِكَ، فَوَاللّٰهِ، لَئِنْ فَعَلْتَهَا لَأَرْجُمَنَّكَ بِأَحْجَارِكَ .

''سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ مکہ میں کھڑے ہوئے اور ایک شخص کی طرف تعریض کرتے ہوئے فرمایا: کچھ لوگوں کی جس طرح اللہ تعالیٰ نے آنکھیں اندھی کی ہیں، ان کے دل بھی اندھے کر دیئے ہیں اور وہ متعہ کے جواز کا فتویٰ دے رہے ہیں۔ پھر انہوں نے اس آدمی کو بلایا، تو وہ کہنے لگا: تم بڑے سخت طبع آدمی ہو، قسم سے متعہ تو امام المتقین، یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں ہوتا رہا ہے۔ اس پر سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: اپنی ذات پر ذرا تجربہ تو کرو۔ اللہ کی قسم! اگر تم نے ایسا کیا، تو میں ضرور تمہیں تیرے پتھروں کے ساتھ رجم کر دوں گا۔''

(صحیح مسلم : 27/1406)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا رجوع:

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نکاحِ متعہ کو جائز سمجھتے تھے، لیکن جب انہیں متعہ کی حرمت کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان معلوم ہوا، تو انہوں نے اپنے موقف سے رجوع فرما لیا تھا۔

❁ ابو جمرہ، نصر بن عمران تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ، فَقَالَ مَوْلًى لَهُ : إِنَّمَا

كَانَ ذٰلِكَ فِي الْغَزْوِ، وَالنِّسَاءُ قَلِيلٌ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا : صَدَقْتَ .

''میں نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے عورتوں سے متعہ کے بارے سوال کیا، تو ان کے غلام نے کہا: یہ تو اس وقت غزوات میں جائز تھا، جب عورتیں کم تھیں۔ اس پر سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: آپ نے سچ کہا۔''

(شرح معاني الآثار للطّحاوي : 26/3، وسندهٗ حسنٌ)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ روایت ذکر کرنے کے بعد امام طحاوی لکھتے ہیں:

هٰذَا ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُولُ : إِنَّمَا أُبِيحَتْ وَالنِّسَاءُ قَلِيلٌ، أَيْ فَلَمَّا كَثُرْنَ ارْتَفَعَ الْمَعْنَى الَّذِي مِنْ أَجْلِهِ أُبِيحَتْ .

''یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ہیں، جو فرما رہے ہیں کہ متعہ اس وقت جائز قرار دیا گیا تھا، جب عورتیں کم تھیں۔ یعنی جب عورتیں زیادہ ہو گئیں، تو سبب ختم ہو گیا، جس کی بنا پر اسے جائز قرار دیا گیا تھا (لہٰذا اسے حرام کر دیا گیا)۔''

(شرح معاني الآثار : 26/3)

مشہور لغوی، ابن منظور، افریقی (282-370ھ) لکھتے ہیں:

اَلثَّابِتُ عِنْدَنَا أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يَرَاهَا حَلَالًا، ثُمَّ لَمَّا وَقَفَ عَلٰى نَهْيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهَا رَجَعَ عَنْ إِحْلَالِهَا .

''ہمارے نزدیک یہ ثابت ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما متعہ کو حلال سمجھتے تھے، پھر جب انہیں معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرما دیا تھا، تو انہوں نے اس سے رجوع فرمالیا تھا۔'' (لسان العرب : 330/8)

امام ابوعُبَید، قاسم بن سلام رحمہ اللہ (150-224ھ) فرماتے ہیں:

لَا نَعْلَمُ أَحَدًا مِّنَ الصَّحَابَةِ كَانَ يَتَرَخَّصُ فِيهَا، إِلَّا مَا كَانَ مِنَ ابْنِ عَبَّاسٍ، فَإِنَّهٗ كَانَ ذٰلِكَ مَعْرُوفًا مِّنْ رَّأْيِهٖ، ثُمَّ بَلَغَنَا أَنَّهٗ رَجَعَ عَنْهُ.

''ہمارے علم میں کسی صحابی سے نکاح متعہ کی رخصت منقول نہیں، ہاں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما جواز کے قائل تھے، آپ کا رجوع بھی ثابت ہے۔''

(النّاسخ والمنسوخ، ص : 80)

تابعین اور نکاحِ متعہ:

امام سعید بن مسیّب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

نَسَخَ الْمُتْعَةَ الْمِيرَاثُ.

''وراثت نے متعہ منسوخ کر دیا ہے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 551/3، ح : 17070، وسندهٗ صحيحٌ)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے شاگرد، عروہ بن زبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَلَا وَإِنَّ الْمُتْعَةَ هِيَ الزِّنَا. ''خبردار! نکاحِ متعہ زنا ہی ہے۔''

(النّاسخ والمنسوخ للقاسم : 130، مصنّف ابن أبي شيبة : 552/3، وسندهٗ حسنٌ)

امام ابن جریج رحمہ اللہ اور متعہ:

اگر کوئی کہے کہ ابن جریج رحمہ اللہ متعہ کے جواز کے قائل تھے، تو جواباً عرض ہے کہ آپ رحمہ اللہ سے رجوع ثابت ہے، فرماتے ہیں:

اِشْهَدُوا أَنِّي قَدْ رَجَعْتُ عَنْهَا بَعْدَ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ حَدِيثًا أَرْوِي فِيهَا لَا بَأْسَ بِهَا .

''گواہ ہو جائیں کہ میں نے متعہ کے متعلق اٹھارہ (۱۸) ثابت احادیث روایت کرنے کے بعد رجوع کر لیا ہے۔''

(صحيح أبي عوانة : 4087، وسندهٗ صحيحٌ)

امام مالک رحمہ اللہ اور متعہ:

صاحب ہدایہ، علامہ مرغینانی حنفی (م:593ھ) نے لکھا ہے:

قَالَ مَالِكٌ : هُوَ جَائِزٌ .

''امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ متعہ جائز ہے۔''

(الهداية شرح بداية المبتدي : 333/2)

لیکن امام مالک رحمہ اللہ کی طرف اس قول کی نسبت غلط ہے، اس پر کئی دلائل ہیں:

① امام مالک رحمہ اللہ نے اپنی مشہور زمانہ کتاب ''مؤطا'' میں متعہ کی حرمت پر حدیث ذکر کی ہے۔

شارحِ ہدایہ، علامہ عینی حنفی (762-855ھ) لکھتے ہیں:

عَادَةُ مَالِكٍ أَنْ لَّا يَرْوِيَ حَدِيثًا فِي مُوَطَّإِهِ إِلَّا وَهُوَ يَذْهَبُ

وَيَعْمَلُ بِهٖ، وَلَوْ ذُكِرَ عَنْهُ مَا ذَكَرَهُ الْأَكْمَلُ لَذَكَرَهٗ أَصْحَابُهٗ، وَلَمْ يُنْقَلْ عَنْهُ شَيْءٌ مِّنْ ذٰلِكَ .

''امام مالک رحمہ اللہ کی عادت ہے کہ وہ اپنی کتاب مؤطا میں جو حدیث ذکر کرتے ہیں، اس کے مطابق اپنا مذہب بھی بناتے ہیں اور اس پر عمل بھی کرتے ہیں۔ اگر بات ایسے ہی ہوتی، جیسے اکمل نے ذکر کی ہے (کہ امام مالک رحمہ اللہ متعہ کو جائز سمجھتے تھے)، تو امام مالک رحمہ اللہ سے ان کے شاگرد ذکر کرتے، لیکن ان سے ایسی کوئی بات منقول نہیں۔''

(البناية شرح الهداية : 63/5)

② علمائے حق نے اس قول کو امام مالک رحمہ اللہ کی طرف منسوب نہیں کیا۔

③ صاحبِ ہدایہ کے ردّ میں کاکی حنفی لکھتے ہیں:

هٰذَا سَهْوٌ، فَإِنَّ الْمَذْكُورَ فِي كُتُبِ مَالِكٍ حُرْمَةُ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ .

''یہ صاحب ہدایہ کی غلطی ہے، کیونکہ امام مالک رحمہ اللہ کی کتب میں نکاحِ متعہ کی حرمت ذکر کی گئی ہے۔''

(البناية شرح الهداية للعيني الحنفي : 63/5)

④ مالکیوں کی کتابوں میں متعہ کو بالا جماع حرام لکھا گیا ہے۔

⑤ شارحِ ہدایہ، علامہ ابن ہمام حنفی (790-861ھ) لکھتے ہیں:

نِسْبَتُهٗ إِلٰى مَالِكٍ غَلَطٌ .

''امام مالک کی طرف اس قول کی نسبت غلط ہے۔''

(فتح القدیر : 247/3)

⑥ اس بارے میں ابن نجیم حنفی (م: 790ھ) لکھتے ہیں:

مَا فِي الْهِدَايَةِ مِنْ نِّسْبَتِهٖ إِلٰى مَالِكٍ، فَغَلَطٌ، كَمَا ذَكَرَهُ الشَّارِحُونَ.

''ہدایہ میں امام مالک رحمہ اللہ کی طرف جو متعہ کے جواز کی نسبت کی گئی ہے، وہ غلط ہے، جیسا کہ شارحین نے ذکر کیا ہے۔''

(البحر الرّائق شرح کنز الدّقائق : 115/3)

معلوم ہوا کہ امام مالک رحمہ اللہ سے متعہ کا جواز قطعاً ثابت نہیں۔

اہل حجاز اور متعہ:

❁ امام اوزاعی رحمہ اللہ کی طرف منسوب ہے:

يُجْتَنَبُ أَوْ يُتْرَكُ مِنْ قَوْلِ أَهْلِ الْعِرَاقِ خَمْسٌ، وَمِنْ قَوْلِ أَهْلِ الْحِجَازِ خَمْسٌ، وَمِنْ قَوْلِ أَهْلِ الْعِرَاقِ : شُرْبُ الْمُسْكِرِ، وَالْأَكْلُ عِنْدَ الْفَجْرِ فِي رَمَضَانَ، وَلَا جُمُعَةَ إِلَّا فِي سَبْعَةِ أَمْصَارٍ، وَتَأْخِيرُ صَلَاةِ الْعَصْرِ حَتّٰى يَكُونَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ أَرْبَعَةَ أَمْثَالِهٖ، وَالْفِرَارُ يَوْمَ الزَّحْفِ، وَمِنْ قَوْلِ أَهْلِ الْحِجَازِ : اسْتِمَاعُ الْمَلَاهِي، وَالْجَمْعُ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ، وَالْمُتْعَةُ بِالنِّسَاءِ، وَالدِّرْهَمُ بِالدِّرْهَمَيْنِ، وَالدِّينَارُ بِالدِّينَارَيْنِ

يَدًا بِيَدٍ، وَإِتْيَانُ النِّسَاءِ فِي أَدْبَارِهِنَّ .

''پانچ اقوال اہل عراق کے اور پانچ اقوال اہل حجاز کے چھوڑ دیئے جائیں؛ اہل عراق کے پانچ اقوال یہ ہیں: ① نشہ آور چیز پینا۔ ② رمضان میں فجر کے نزدیک کھانا۔ ③ سات شہروں کے علاوہ کہیں بھی جمعہ نہ ہونا۔ ④ چار گنا سایہ ہونے تک عصر کی نماز کو لیٹ کرنا۔ ⑤ کفار سے لڑائی کے دوران بھاگ جانا۔ اور اہل حجاز کے پانچ اقوال یہ ہیں؛ ① موسیقی سننا۔ ② دو نمازوں کو بغیر عذر جمع کرنا۔ ③ عورتوں سے متعہ کرنا۔ ④ نقد کی صورت میں ایک کے بدلے دو درہم اور ایک دینار کے بدلے دو دینار کا لین دین کرنا۔ ⑤ عورتوں سے غیر فطری مباشرت۔''

(معرفة علوم الحديث للحاكم : 65، تاريخ ابن عساكر : 54/58، 59)

سند سخت ''ضعیف'' ہے، ابوعبداللہ بن بحر کی توثیق نہیں مل سکی۔ غیر معتبر اور نامعلوم لوگوں کی بیان کردہ بات قابل قبول نہیں ہو سکتی۔

۞ امام اوزاعی رحمہ اللہ سے منسوب ایک قول میں متعہ کے جواز کی نسبت اہل مکہ کی طرف کی گئی ہے۔ (تاريخ دِمَشق لابن عساكر : 362/1)

سند ''ضعیف'' ہے، محمد بن ادریس بن حجاج المعروف بہ ابن ابو حمادہ ''مجہول'' ہے۔ متقدمین ائمہ محدثین نے توثیق نہیں کی۔ اس میں ایک اور علت بھی ہے۔

متعہ اور حج تمتع ؟:

بعض احادیث میں حج تمتع کو بھی متعہ کہا گیا ہے۔ اس سے بھی بعض لوگ دھوکا

کھا جاتے ہیں اور ان احادیث کو نکاحِ متعہ پر دلیل بنا لیتے ہیں۔

❁ مسلم القری، تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

دَخَلْنَا عَلٰى أَسْمَاءِ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ، فَسَأَلْنَاهَا عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ، فَقَالَتْ: فَعَلْنَاهَا عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

''ہم سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کے پاس آئے اور ان سے عورتوں کے متعہ (حج) کے بارے میں سوال کیا، تو انہوں نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ایسا کیا تھا۔''

(السّنن الکبریٰ للنّسائي : 5515، مسند الطّیالسي : 1742، وسندهٗ حسنٌ)

معجم کبیر طبرانی (103/24) میں صرف ''متعہ'' کے الفاظ ہیں۔

اس سے مراد حج تمتع ہے، کیونکہ اسے بھی مجازاً متعہ حج کہا جاتا ہے۔ اصل عبارت یوں ہے:

فَسَأَلْنَاهَا عَنْ مُتْعَةِ الْحَجِّ لِلنِّسَاءِ.

''ہم نے سیدہ اسماء سے عورتوں کے لیے حج تمتع کے بارے میں پوچھا۔''

اسی پر انہوں نے بتایا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں حج تمتع کیا تھا، اس کی وضاحت صحیح مسلم میں موجود ہے:

❁ مسلم القری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ مُتْعَةِ الْحَجِّ، فَرَخَّصَ فِيهَا، وَكَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ يَنْهٰى عَنْهَا، فَقَالَ: هٰذِهِ أُمُّ

ابْنِ الزُّبَيْرِ تُحَدِثُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِيهَا، فَادْخُلُوا عَلَيْهَا، فَاسْأَلُوهَا، قَالَ: فَدَخَلْنَا عَلَيْهَا، فَإِذَا امْرَأَةٌ ضَخْمَةٌ عَمْيَاءُ، فَقَالَتْ: قَدْ رَخَّصَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا.

''میں نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے حج تمتع کے بارے میں سوال کیا، تو انہوں نے اس کی رخصت دی، جبکہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اس سے منع فرماتے تھے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی والدہ ہی بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی رخصت دی تھی، ان کے پاس جائیے اور پوچھ لیجئے۔ ہم سیدہ اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ عنہما کے پاس حاضر ہوئے، وہ نابینا اور بھاری بھرکم عورت تھیں۔ انہوں نے فرمایا کہ بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج تمتع کی اجازت دی تھی۔''

(صحیح مسلم: 1238)

اس کی مزید تائید صحیح بخاری (1796) اور صحیح مسلم (1237) کی حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ ثابت ہوا کہ حدیث میں متعہ سے مراد متعۃ الحج ہے، نہ کہ نکاحِ متعہ۔

الحاصل:

قرآن وسنت اور اجماعِ امت کی رُو سے نکاحِ متعہ قیامت تک حرام کر دیا گیا ہے۔ اسلام میں اس کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں۔